

اَتْرَاعِيْن فِي ذِكْرِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

مُسْتَمْبِ

مولائے گل

تالیف

ریاض احمد صمدانی فاضل عربی و فنی فاضل

ناشر

مکتبہ حامدیه گنج بخش روڈ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالتَّقَيْنِ وَالْفَيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دو جہاں اور جن و انس اور عرب و عجم کے سردار ہیں۔

ہر مرتبہ کہ بود در امکان بروست نغم
ہر نعمتہ کہ داشت خدا شد برو تمام

اَسْرَاعِيْنِ فِي ذِكْرِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنِ

مُسْتَعْبِدُ
مولائے کل

تالیف

ریاض احمد صمدانی فاضل عربی و فاضل

ناشر

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

مضامین کتاب ایک نظر میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹	وہابیوں میں بحث لقب پانے والا	۵	نذرانہ تحقیق
۳۰	جس کی نہیں نظیر وہ تھا تمہیں تو ہو	۶	تقریظ
۳۲	تو زندہ ہے واللہ	۷	حرفِ اول
۳۶	عظمت مقام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء	۱۰	حضرت عباس رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور
"	رسولِ مختار	۱۱	حضرت حسان رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور
۳۹	اقتدار شفاعت	۱۲	حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مولائے کل کے حضور
۴۱	بس اک اشائے سے سب کی نجات	۱۳	مصدق میری اس عرضداشت کا
"	ہو کے رہی	۱۴	کمالات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۴۲	مختار شریعت	"	جامع صفات انبیاء و رسل
۴۵	مالک شریعت	۱۸	امام الانبیاء
۴۷	خزائن الارض کا مالک	۱۹	سید بنی آدم
۴۹	قاسم نعم النبی	۲۰	بقامیکہ رسیدی نہ رسید یح بنی
۵۱	قاسم جنت	۲۲	نگاہ عشق و مستی میں وہی اول
۵۳	نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا	۲۵	خاتم الانبیاء
۵۵	نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو گئی	۲۷	محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم

مجموعہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	مولائے کل
مؤلف	ریاض احمد صمدانی
طباعت	
کتابت	سید احمد شاہ تلمیذ جناب محمد شریف گل
تعداد	۱۰۰۰
ناشر	مکتبہ حامدیر گنج بخش روڈ لاہور
بار دوم	
قیمت	

نذرانہ عقیدت

میں اس نادر تالیف کو قدوة الواصلین، عمدة العارفين، شیخ المشائخ المشرقی
اعلیٰ حضرت جناب الحاج خواجہ پیر غلام محی الدین صاحب غزنوی دامت بکاتہم
العالیہ زیب استمانہ عالیہ نقشبندیہ ربان شریف کی بارگاہ کرامت پناہ میں پیش
کرتا ہوں جن کے وجود گرامی سے لاکھوں کم گشتگان جادہ حق راہ ہدایت پر گامزن ہیں
اور جن کی نگاہ کرم اور توجہ روحانی سے مجھ ایسے سیاہ کار کو اس مختصر کی تالیف و
تربیت کا شرف حاصل ہوا۔

گر قبول افتخار و شرف

نیاں آگیاں

ریاض احمد صمدانی

۵۷	چاند دھڑکے ہو گیا	۵۷	علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۸۵	ہاتھ اٹھتے ہی ابرو رحمت چھا گیا	۵۸	دقیقہ دان عالم
۸۷	دعاۓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۵۹	دائے ماکان و مایکون
۸۹	اکیس کھجوریں اور پچیس سال	۶۱	مجھ سے جو چاہو پوچھو
۹۱	قطرے کو دریا کر دیا	۶۲	ایک دن پہلے بتا دیا
۹۳	ٹوٹی ہڈی جڑ گئی	۶۹	نگاہ نبوت
۹۵	آپ کا لعاب دہن اور حضرت علی	۷۱	مشرق و مغرب کا مشاہدہ
۹۷	کی دھتی آنکھ	۷۲	چشم تو بنیدہ ما فی الصور
۹۷	فرق حبیب میں ستون مسجد رو پڑا	۷۷	حضرت عمار کی شہادت
۱۰۰	درخت کی اطاعت	۷۹	قیصر و کسریٰ کی ہلاکت
۱۰۲	صلو علیہ وآلہ	۸۱	عالم برزخ نگاہ مصطفیٰ میں
۱۱۰	جان رحمت پر لاکھوں سلام	۸۳	اعجاز مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء
۱۱۲	حرفِ آخر		

تقریظ

استاذ العلماء فخر الفضل حضرت علامہ محمد شریف صاحب ہزاروی مدظلہ العالی
 نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
 ابالبد رسالہ مولائے کل مولف محبی و مخلصی فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا محمد
 ریاض احمد صاحب صمدانی میں نے سر فاحر فائز پڑھا اور بعض مقامات کی اپنی ناقص
 استعداد کے مطابق تصحیح بھی کی۔ یوں تو اردو میں لاتعداد رسائل نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم
 کی مدح ثناء اور فضائل مناقب میں عاشقانِ جمال مصطفیٰ علیہ السلام نے پُر و قلم
 کیے ہیں لیکن رسالہ مذکور بھی اسمِ بسمتھی ہے اس میں فاضل جلیل نے نہایت احسن
 پیرایہ میں اختصار سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات و مناقب اور
 فضائل کو پیش کیا ہے اور رسالہ کی ابتداء و انتہاء صحاح ستہ کو بنایا ہے
 اللہ تعالیٰ مولف رسالہ ہذا کے علم و فضل میں مزید برکت فرمائے
 میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولف کی سچی جلیلہ کو قبول فرمائے اور آئندہ مزید
 اس سلسلہ میں توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین تم آمین و صلے اللہ تعالیٰ علی
 نورا الانوار و النبی المختار۔

محمد شریف ہزاروی

گوجرانوالہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

حرفِ اول

حدوثِ ناکہ قابلِ حق تعالیٰ جل جلالہ کی وہ بزرگ و برتر ذات ہے جو مہربان و نفیس
 سے پاک ہے۔ وہ عزت و عظمت کا مالک، حکومت و سلطنتِ ارض و سما کا حاکم مطلق ہے
 کوئی اس کی الوہیت و وحدانیت اور ذات و صفات میں دخیل و شریک نہیں وہ حدود
 حدود، ابتدا و انتہاء کی قیود سے مبرا ہے وہ صمد ہے، ضرورت و احتیاج اور زمان و
 مکان سے بے نیاز ہے۔

اور صلوٰۃ و سلام کے پھول پچھا ورہوں اس نبی آخر الزماں رحمتِ رب و جہاں
 احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التیۃ والثناء کی ذاتِ قدسی صفات پر جن کو اللہ تعالیٰ نے ذات و
 صفات اور جمال و کمال میں کیا پیدا فرما کر سید المرسلین اور خاتم النبیین ایسے مناصب
 رفیع پر متمکن فرمایا اور عبدیت و محبوبیت کے اس بلند ترین مقام پر فائز کیا جہاں کسی
 نبی مرسل اور ملکِ مقرب کی رسائی نہیں وہ پیکرِ رحمت جس کی رحمت عالمین کی
 وسعتوں کو سمیٹے ہوتے ہے وہ رسولِ مکرم جس کی نبوت و رسالت کا سکہ ارض و سما
 میں جاری ہے۔ وہ مولائے کل جس کی سیادت و امامت کا عظیم پرچم عرشِ مجید
 پر لہرا رہا ہے۔ اور ع

وہ فاتح جس کا پرچم اعلیٰ زنگاری گھردوں
 وہ اُمّی جس کے آگے عقل کل ہے طفلِ بستانی

وہ شاہ بوریا مند، سکھایا جس نے دنیا کو
یہ اندازِ جہانگیری، یہ آئینِ جہانبانی
نہا جانے خود اس سرکار کا کیا مرتبہ ہو گا
غلامِ بارگاہ جس کے کہیں ما اعظم شانی

ایک عرصہ سے میری یہ آرزو تھی کہ احادیثِ صحیحہ اور روایاتِ مقبرہ کی روشنی میں
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور کمالاتِ جلیلہ نہایت آسان
اور سادہ زبان میں لکھوں تاکہ ہر شخص آپ کے مرتبہ کو پہچان کر آپ کی محبت و عقیدت
اور اطاعت و متابعت میں ثابت قدم رہے اور دورِ جدید کے الحادی فتنوں اور
گمراہی کی بادِ مسموم سے اپنے سر یاہ ایمان کو محفوظ و مامون رکھ سکے کیونکہ جب تک
مسلمان کا دل عظمتِ مقامِ مصطفیٰ سے بے نیاز و عشقِ رسول میں سرشار ہے وہ وہاں
میں سربلند و سرفراز رہے گا۔ عزت و عظمت اور فتح و نصرت اس کے قدم چومتی ہے
گی اور دنیا کی کوئی طاقت اسے راہِ حق سے نہ ہٹا سکے گی۔

دردِ دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروتے مازِ نامِ مصطفیٰ است

لیکن تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ مدح و ثنا بیان کرنے کی
کس زبان میں طاقت اور آپ کے محمد و مناقب لکھنے کی کس قلم میں جرات جن
کی تعریف و توصیف میں انبیاء اور ملک مقرب رطب اللسان ہیں بلکہ خود خالق
ارض و سماء اپنی مقدس اور لافانی کتابِ کریم میں آپ کا ثنا خوان ہے جن کی بارگاہِ
عظمت پناہ کے آداب قرآن حکیم سکھاتا ہے جن کے دربارِ عالی کی عظمت و حرمت

کا یہ عالم ہے کہ،

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرشِ نازک تر

نفسِ گم کردہ می آید بنید و بایزید این جا

ایسی شان کی ذاتِ گرانی صفات کی تعریف میں کچھ لکھنا یا بیان کرنا آفتاب کو
چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر یہی مناسب سمجھا کہ
اس مولائے کائنات کے محمد و مناقب کا قصیدہ ان ہی کے ارشاداتِ نبوت
کی روشنی میں مرتب کیا جائے یعنی آپ کی وہ شان بیان کی جائے جو خود آپ نے
اپنی شان بیان فرمائی ہے چنانچہ اس مقصد کو سامنے رکھ کر صحاح ستہ جیسی مستند اور
ہر مکتب فکر کی تسلیم شدہ کتبِ حدیث سے چالیس منتخب احادیث صحیحہ کا نہایت آسان
اور جامع ترجمہ کیا گیا ہے اور تقریباً ہر حدیث کے مفہوم کی وضاحت کے لیے
اس کے دیگر شواہد، ارشاداتِ صحابہ اور محدثینِ عظام کی تشریحات سے مدد لی گئی
ہے تاکہ حدیث کا معنی سمجھنے میں کوئی دشواری پیدا نہ ہو۔

مختلف مضامین کتاب پر ایک نگاہ ڈالنے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان
میں تسلسل اور باہمی ربط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ فی الحقیقت ازاول تا آخر تمام مضامین
صرف اسی ایک رشتہ تعلق میں مربوط ہیں کہ وہ سب تاجدارِ عرب و عجم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات و کمالات کے آئینہ دار ہیں پھر بھی مولف اپنی
کم علمی اور بے مائیگی کے اعتراف کے ساتھ اہل نظر سے یہ امید رکھتا ہے کہ وہ اس
کے فکر و نظر کی لغزشوں اور قلم کی کوتاہیوں سے اغماض فرما کر اصلاحِ احوال کی
گوشش کریں گے۔

ریاض احمد صدیقی

حضرت عباس رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور

مَنْ قَبْلَهَا طَبَّتْ فِي الظَّلَالِ وَفِي ، مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخَصَّفُ الْوَسَقِ
 یا رسول اللہ آپ قبل ولادت جنت کے سیلوں میں داخل تھے وہاں آپ صلب اکرم میں تھے جب پتوں اپنے بدن چھپاتے
 ثُمَّ هَبَّتْ الْبِلَادُ لَا بَشَرٌ ، أَنْتَ وَلَا مَضْعَةٌ وَ لَا عَلَقٌ
 پھر آپ نے جنت سے زمین پر نزول فرمایا صورت بشری میں اور نہ مضغہ و علق کی شکل میں
 بَلْ نُطْقَةٌ تَرَكِبُ السَّفِينِ وَقَدْ ، الْجَمِ نَسْرًا وَأَهْلَكَ الْغَرْقِ
 بلکہ ایک نورانی اصل کی صورت میں ، پھر کشتی نوح میں سوار تھے جب لہر اور اس کے پجاریوں کو طوفان سے غرق کیا۔
 تَنْقُلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى سَاحِلٍ ، إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَأَ طَبَقٌ
 اسی طرح آپ کا نور ایک پشت سے دوسرے رحم کی طرف منتقل ہوتا رہتا تھا اور دوسرا دور شروع ہوتا تھا۔
 وَرَدَتْ نَارُ الْخَلِيلِ مَكْنَتِمْ ، فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ
 اور آپ حضرت نلیل کی پشت میں نہال آتش نور میں بھی وارد فرمایا ، اس لیے کہ ان کو کیسے جلانی۔
 حَتَّى اصْطَلَى بَيْنَكَ الْمُهْمِيهِمْ ، خِنْدَفٌ عَلَيْكَ تَحْتَهَا النَّطَقُ
 حتیٰ کہ آپ کا غاندانی شرف ولادت خندف میں اس عظیم مقام پر آئے کہ باقی تمام غاندان اس کے سامنے فروتر تھے۔
 وَأَنْتَ لَمَّا وَلِدْتَ اشْرَقَتْ ، الْأَرْضُ مَرْضًى وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُنُقُ
 اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو ساری زمین روشن ہو گئی اور آفاق عالم آپ کے نور سے منور ہو گئے۔
 فَتَجَنَّى فِي ذَالِكَ الصَّيَاغَةِ فِي الثُّرْبِ ، سُبُلَ الرَّشَادِ ، تَخْتَرِقُ
 اب ہم آپ کے اسی نور کی تابانی اور روشنی میں ، ہدایت کی راہوں پر رواں دواں ہیں۔

(مواسب لذیہ)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ مولائے کل کے حضور

خُلِقْتَ مُبَوَّرًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا شَاءَ
 یا رسول اللہ آپ کے ہر عیب سے پاک تخلیق فرمایا گیا ، گویا آپ آپ کی نشا کے مطابق بنایا گیا۔
 وَأَخْنَمَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَلَيْنِ وَأَجَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
 اور آپ سے حین تر میری آنکھوں نے ہرگز نہیں دیکھا ، بلکہ آپ جمل ترکسی ماں نے جناہی نہیں
 اَعْرَ عَلَيْهِ لِلنَّبَوَةِ خَلَامٌ مِنَ اللَّهِ مَشْهُودٌ يَكُونُ حُجَّةً
 اللہ نے مہر نبوت حضور کی پشت پر روشن فرمادی جس کی چمک وقت برلا آپ کی عظمت کی گواہی دیتی رہتی
 وَصَّيَهُ إِلَّا لَهُ اسْمُ النَّبِيِّ مَعَ اسْمِهِ * إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَدَّنِ أَشْهَدُ
 اور اللہ نے اپنے نبی کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا ، جب پانچ وقت مؤذن اشہد کہتا ہے
 وَشَقَّ لَهُ مِنْ اسْمِهِ لِيُجْلِدَ ، ذَا الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ وَهَذَا مُحَمَّدُ
 اور حضور کی عظمت کے لیے ان کا نام اپنے نام سے نکالا ہے سو عرش والا خود تو محمد ہے اور حضور محمد ہیں۔
 صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات کے حضور

مصدق میری اس عرضداشت کا

وہ دانائے سبیل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشتا فرغِ دادی سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فراق وہی یسین وہی طہ
(اقبال)



طالِشَات

ریاض احمد صدیقی

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جَلَّ ثَنُكَ قَاصِدًا اَرْجُو مِرْصَاكَ وَاحْتَنِي بِحِمَاكَ
اے سادات کے سربراہیں آپ کی باگاہ میں حاضر ہوا ہوں آپ کی خوشنودی کی امید کرتا ہوں اور آقا زمانہ آپ کی پناہ چاہتا ہوں
اَنْتَ الَّذِي كُوْنُ لَكَ مَا خُلِقَ اِمْرًا كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْاُخْرَى لَوْ لَا كَا
اگر آپ کی وجود دہرائی نہ ہوتا تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا نہیں بلکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی پیدا نہ کیا جاتا۔
اَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدْسُ الْاَنْسَى وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِسُورِ بَهَاكَ
آپ وہ نور مجھ میں کہ چڑھوں گا چاند آپ کی نور سے روشن اور سورج آپ کے ہی کچھ نور سے منور ہے
اَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ ۙ اَدْرُ مِنْ ذَلَّةِكَ فَارًّا وَهُوَ اَبَا كَا
آپ کی وہ شان کہ حضرت آدم نے جب اپنی خطا کی بخشش کیلئے آپ کا وسیلہ پیش کیا تو ان کی معذرت ہوتی حالانکہ وہ آپ کے
قَدْ قُتَّ يَاطْلُهُ جَمِيعُ الزُّبَيَاءِ طَرَأَ فُسُحَانَ الَّذِي اَسْرَا كَا
اے طہ لقب والے آقا! آپ کو تمام بیباہ پر وقیت حاصل اور عجیب ہے وہ شخص آپ کو عالم بالا کی سیر کراتی
وَاللّٰهُ يَالْيَسِيْنَ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ فِي الْعَالَمِيْنَ وَحَقٌّ مِنْ اَنْبَا كَا
اگر دیکھیں اللہ کی قسم تمام کائنات میں آپ کی مثل کوئی نہیں ہے اس کی قسم جس نے آپ کے نبوت دی
يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كُنْزِي الْاُخْرَى جُدُّ لِيْ بِجُودِكَ وَاَرْضْنِيْ بِرِضَاكَ كَا
اگر تمام کائنات زیادہ عزت والے مخلوق کیلئے خزانہ رحمت! اپنے جود و کرم مجھے بھی نواز دینے اور اپنی رضا کے
اَنَا طَاعُ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ لَوْ بِيْ حَنِيْفَةٌ فِي الْاَكَاھِ سَوَا كَا
یا حبیب اللہ! میں آپ کے ہی جود و کرم کا طلب گار ہوں اور آپ کے سوا بونہیفہ کا دنیا میں کوئی سہارا نہیں

کمالاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

جامع صفاتِ انبیاء و رسل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث نمبر ۱
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَى مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَذْكُرُونَ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ اللَّهَ أَخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَهُ وَقَالَ أَخَرُ مُوسَى كَلِمَةً تَكْلِيمًا وَقَالَ آخَرُ فَعِيسَى كَلِمَةً وَاللَّهُ وَمُوسَى وَقَالَ آخَرُ آدَمَ اصْطَفَاهُ اللَّهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبْتُكُمْ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَمُوسَى نَجِيُّ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَعِيسَى مَرْسُوحٌ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمَ اصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا خَيْرَ وَأَنَا حَامِلُ لَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَخْتَلُ آدَمُ قَمِيْنٌ دُونَهُ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشْفَعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُخْرِجُ حَلْقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فِيْ ذُخْلِهَا وَمَعِيَ فَقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ أَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللَّهِ وَلَا فَخْرَ -

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کرام بیٹھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ آپ ان کے قریب پہلے گئے آپ نے سنا کہ وہ باہمی کچھ اس طرح گفتگو کر رہے ہیں۔ ایک صحابی بولے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا دوسرے بولے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا اور تیسرے بولے کہ حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ چوتھے صحابی بولے کہ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ بنایا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس جا کر فرمایا میں نے تمہاری ساری گفتگو سنی ہے اور تمہیں تعجب ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور حضرت موسیٰ نبی اللہ دیکھ اللہ، ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور حضرت عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ ہیں آپ ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور وہ اسی شان کے مالک ہیں اور غور سے سنو! میں حبیب اللہ ہوں، میں اس پر بکتر نہیں کرتا اور قیامت کے دن محمد کا بھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا اس کے نیچے حضرت آدم سمیت تمام مخلوق جمع ہوگی قیامت کے دن اول میں ہی شفاعت کروں گا اور اول میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور یہ بکتر کی بات نہیں، اور اول میں ہی جنت کی کنڈی ہلاؤں گا اور میرے ساتھ فقر مسلمان ہوں گے اللہ تعالیٰ میری خاطر جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرما دے گا یہ بکتر کی بات نہیں، بلاخر میں اللہ کے نزدیک تمام اولین و آخرین سے زیادہ عزت رکھتا ہوں۔ (ترمذی)

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جس قدر انبیاء کرام تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فرداً فرداً جو کمالات و درجات مرحمت فرمائے وہ سب امام الانبیاء نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ذات جامع صفات میں موجود ہیں مندرجہ بالا حدیث اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے حضرت آدم صغی اللہ، حضرت ابرہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں مگر نبی آخر الزماں ان سب سے افضل و اکمل ہیں کیونکہ آپ حبیب اللہ ہیں۔
 تعالیٰ ذات مصطفیٰ کا حسن لاثانی

کہ یکجا جمع ہیں جس میں تمام اوصاف امکانی خلیل اور حبیب کا معنی اگرچہ محب و محبوب ہی کیا جاتا ہے لیکن ان دونوں میں ایک نہایت لطیف فرق ہے جسے علماء محققین نے یوں بیان فرمایا ہے کہ خلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا جویاں ہو اور حبیب وہ ہے جس کی رضا کا اللہ خود خواہاں ہو۔

چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نرالی شان محبوبی کا جلوہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محبوب خدا کے سامنے عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں دیکھتی ہوں کہ تمہارا رب تمہاری مہر خواہش کو پورا کرنے میں بہت جلدی فرماتا ہے۔
 حدیث کے آخر میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان خصوصیات امتیازات کا ذکر فرماتے ہیں جن کی بدولت حبیب اللہ تمام اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السلام

پر فوقیت رکھتا ہے۔ آپ نے بلا فخر بطور محدث نعمت فرمایا میں اللہ کا حبیب ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا جس کے زیر سایہ آدم صغی اللہ سمیت تمام انبیاء اور ساری خلق خدا جمع ہوگی میں شافع الاول اور مشفع الاول ہوں جنت کا دروازہ اول میں ہی کھولوں گا اور اول میں میرے فقرا امتی جنت میں داخل ہوں گے اور مجھے دبار الہی میں تمام اولین و آخرین سے زیادہ عزت و کرامت حاصل ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں آپ کو خدا سے بلا واسطہ ہمکلامی کا شرف حاصل ہے مگر آپ کلام حق سننے خود میل کر کوہ طور پر جلتے ہیں اور حبیب اللہ وہ ہیں جنہیں خود مخلوق ارض و سماں برق برق و قمار بھیج کر کتاب قوسین کی رفعتوں اور ذکی فتدلی کی عظمتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ طر

قصہ طور اور معراج سے ہوتا ہے عیاں

اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے

علاوہ ازیں متعدد احادیث سے تمام انبیاء کرام پر آپ کی فوقیت اور افضلیت ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جامع کلام دیا گیا اور کفایت دلوں میں میری ہیبت ڈال کر میری مدد کی گئی میرے لیے مال غنیمت جائز کیا گیا ساری زمین میرے لیے مسجد اور سبب طہارت بنائی گئی۔ اور مجھے تمام کائنات کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور میری ذات پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

امام الانبیاء

حدیث نمبر ۲: عَنْ ابْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَلِحَ شَفَاعَتُهُمْ غَيْرَ فَخْرٍ -

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں بلا فخر تمام نبیوں کا امام ہوں گا اور ان کی طرف سے دربار خلوندی میں خطیب اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں گا۔ ہرمزی مندرجہ بالا حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر اوصاف اور خصائص کے ساتھ لفظ یَوْمَ الْقِيَامَةِ موجود ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہے کہ حضور کو یہ مراتب اب حاصل نہیں بلکہ قیامت کے دن حاصل ہوں گے۔ اس کے متعلق محدثین نے یہ وضاحت کی ہے کہ حضور بلاشبہ اب بھی ان مراتب و درجات پر فائز ہیں لیکن آپ کی اس شان کا کامل اظہار قیامت کے دن ہوگا اس دن اپنے بیگانے سب تسلیم کر لیں گے اور آپ کی عظمت سب پر ظاہر ہو جائے گی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم عشر کا ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

سید نبی آدم

حدیث نمبر ۳: عَنْ ابْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يُشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ -

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سید و سردار ہوں گا اور اول میں ہی اپنے روضہ سے باہر آؤں گا اور اول میں ہی شفاعت کروں گا اور میری ہی سب سے پہلے شفاعت قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ نے جو خالقِ کل ہے اپنے حبیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالکِ کل اور سیدِ کل بنایا ہے آپ ارض و سما بحر و بر، شمس و قمر، لوح و قلم، حور و ملک، جن و بشر اور انبیاء و رسل سب کے سید و سردار ہیں کیونکہ جب آپ اشرف المخلوق انسان اور پھر انسانوں میں بھی افضل ترین نفوس مبارکہ ابو البشر حضرت آدم سمیت تمام انبیاء و مرسلین کے سردار و سید ہیں تو آپ کی سیادت دیگر مخلوق کے لیے بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔

سید کا معنی سید کس قدر و منزلت کا مالک ہوتا ہے یہ حقیقت سید کا معنی پڑھنے سے کھل جاتی ہے چنانچہ صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

السَّيِّدُ هُوَ الَّذِي يَقُوفُ قَوْمَهُ فِي الْخَيْرِ وَقَالَ غَيْرُهُ هُوَ الَّذِي
يُنْفِرُ إِلَيْهِ فِي النَّوَائِبِ وَالشَّدَائِدِ -

ترجمہ: سید اس کو کہتے ہیں جو خیر میں ساری قوم پر فوقیت رکھتا ہو بعض نے کہا
ہے سید اس کو کہتے ہیں جس کی مصائب و تکلیف میں پناہ لی جائے -

بمقامیکہ سیدی نہ رسد ہیچ نبی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَدِيثٌ مُبَرَّرٌ: فَالْكُنْ حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اقْضُ مِنْ
يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِمَقَامِ غَيْرِي -
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: روز قیامت مجھے جنتی لباس پہنایا جائے گا اس کے بعد میں عرش الہی
کے داہنی طرف کھڑا ہوں گا۔ سو میرے تمام مخلوق میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس
جگہ کھڑے ہو سکے - (ترمذی)

محدثین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو دایرے
رفیع الشان مقام عطا فرمائے ہیں جو آپ کے سوا کسی نبی کو نہیں دیتے گئے ایک مقام
تو جنت میں ہے جس کا نام وسیلہ ہے اور دوسرا مقام محمود ہے جو محشر میں عرش الہی کے
داہنی طرف ہوگا - مذکورہ بالا حدیث میں اسی مقام محمود کا بیان ہے -

مقام محمود کا معنی ہے وہ جگہ جو سب کی تعریف کی گئی ہو چونکہ حضور علیہ السلام

جب قیامت کے روز جنتی پوشا کزین تن فرما کر عرش خداوندی کے داہنی طرف
اس مقام محمود پر جلوہ فرما ہوں گے تو تمام انبیاء و رسل اور ساری خلق خدا
آپ کی اس جلالت شان کو دیکھ کر آپ کی تعریف کرے گی۔ اس لیے اس کا نام
مقام محمود ہے اور یہ عظیم منصب و مقام آپ کے سوا اور کسی کو نہیں ملے گا -

دارمی نے ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام سے
پوچھا گیا کہ مقام محمود کیا ہے؟ تو حضور نے محشر کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا کہ پہلے
حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو جنتی جوڑا پہنایا جائے گا اور اس کے بعد مجھے جنتی
پوشاک پہنائی جائے گی پھر میں عرش الہی کے دائیں طرف ایک ایسے مقام پر
کھڑا ہوں گا کہ تمام اولین و آخرین مجھ پر رشک کریں گے - (اور وہ مقام محمود ہے)
قرآن حکیم میں حق تعالیٰ جل شانہ نے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس عظیم منصب یعنی مقام محمود پر فائز کرنے کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورت
بنی اسرائیل میں ارشاد ہے :

وَمِنَ النَّبِيِّينَ فَوَعَدْنَا
بِهَ نَافِلَةً لَّكَ
عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ
رَبُّكَ مَقَامًا
مَّحْمُودًا -

اور اے نبی رات کے کچھ حصہ (یعنی
نماز تہجد) میں قرآن پڑھئے۔ یہ
صرف آپ کے لیے ہے بہت جلد
ہی تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود
پر کھڑا کرے گا -

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت و عظمت

کے جس بلند ترین منصب پر ممکن فرمایا ہے اولین و آخرین میں سے کوئی بھی اس منصب و مقام کو نہ پاسکا۔ اس لیے کماحقہ کوئی شخص بھی نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات رفیعہ اور مقامات عظیمہ کو سمجھ نہیں سکتا ہے بلکہ گروہ انبیاء جن کے نفوس مبارکہ بارگاہ الہی میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں وہ بھی مقام مصطفیٰ کو نہ پاسکے۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل

حدیث نمبر ۷۰ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اِيَّاكَ سُوْلُ اللّٰهِ مَتٰى
 وَجَبَتْ لَكَ النَّبُوَّةُ قَالَ وَاَدَمَ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ
 ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے پوچھا:
 یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب عطا کی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نبوت
 اس وقت عطا کی گئی، جب کہ آدم علیہ السلام ابھی رُوح اور جسم کے درمیان تھے دترنہ
 زیر نظر حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اول الانبیاء اور قدرت الہیہ
 کا اولین شہکار ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے پہلے عطا کی تو لامحالہ
 آپ کی ذات وصف نبوت سے موصوف ہونے سے قبل مخلوق اور موجود تھی۔
 اس لیے آپ کی ذات گرامی حقیقتاً اول المخلوق ہے۔

چنانچہ مواہب لدنیہ میں بسند عبدالرزاق روایت ہے کہ ایک دن حضرت عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار نبوت میں عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر

قربان ہوں، مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ -

پیدا فرمایا۔

یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ مواہب میں موجود ہے اس حدیث سے آپ کا اول المخلوق اور اول الانبیاء ہونا ثابت ہے اس حدیث سے یہ بات بھی اظہر من الشمس ہو گئی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت اور اصلیت نور ہے بلکہ اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق آپ کے ہی نور کے فیضان اور پر تو سے پیدا فرمائی۔ کل مخلوق اور ہر نور میں نور محمدی کا جلوہ کار فرما ہے اور آپ سب انوار کی اصل ہیں۔ ۷

فصلی اللہ علیٰ نوسر کز وشد نور ہا پیدا

زمین از حبّ او ساکن فلک بر حسن او شیدا

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں نور محمدی کے باب میں نقل کیا ہے۔ اور سات صحیح احادیث سے حضور کا نور اور اول الخلق با ولایت حقیقیہ ہونا ثابت کیا ہے اور یہی معنی ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ کا اور چونکہ آپ نظامِ جامع بشریتِ نبی تن فرما کر تشریف لائے اور تعلیمِ امت اور مقصدِ رسالت کی تکمیل کے لیے احوال

یسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ارشاد فرمایا ہے: خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ مِیْرِ
تخلیق اللہ کے نور سے کی گئی ہے۔ آپ کے سوا کسی کو یہ مرتبہ حاصل
نہیں۔

خاتم الانبیاء

حدیث نمبر ۲۰۰۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنِيٌّ وَمَثَلُ الْوَبِيكَةِ كَمَثَلِ قَصْرِ أَحْمَرَ بُنْيَانُهُ تَرُكُ مِنْهُ مَوْضِعٌ
لِبَنَةِ فَطَافَ بِهِ النَّظَّارُ يَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ إِلَّا هُوَ مَوْضِعُ
تِلْكَ اللَّبَنَةِ فَلَئِنْ أَنَا سَدَحْتُ مَوْضِعَ اللَّبَنَةِ حَتَّى يَرَى الْبُنْيَانُ
وَحَتَّى يَرَى الرَّسُولُ وَفِي رِوَايَةٍ فَإِنَّا اللَّبَنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی طرح ہے جو بڑا خوبصورت
بنایا گیا اور ایک اینٹ کی جگہ پر میں چھوڑ دی گئی دیکھنے والوں نے اسے گھوم
پھر کر دیکھا تو اس محل کے حُسن اور عمدہ تعمیر کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کرنے لگے مگر جو
ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے وہ بھلی نہیں لگتی۔ سو میں نے اس خالی جگہ کو مکمل کر دیا۔
اور میری ذات سے وہ محل کامل ہو گیا اسی طرح میری ذات پر رسولوں کا انا ختم

بشریہ کو بھی اپنایا۔ اس اعتبار سے آپ نے اِنَّمَا بَشَرٌ مَوْضِعٌ كَمَوْضِعِ الْوَبِيكَةِ
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت اور بشریت دونوں کو تسلیم کرنا ایمان
اور ان دونوں صفات میں سے کسی ایک کا قطعی انکار گمراہی اور ضلالت ہے اور
حق یہی ہے کہ حضور

بشر صورت ملک سیرت میں ظلّ نورِ یزدانی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تو ارشاد فرماتے ہیں کہ عالم ممکنات سے کوئی فرد بھی تخلیق
میں حضور علیہ السلام سے کوئی مناسبت اور مماثلت نہیں رکھتا، کیونکہ حضور کی تخلیق ”نور“
حق سے ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوبات امام ربانی کے دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۱ کی یہ نورانی
باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق
یوح فر دے از افراد عالم مناسبت با و ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با وجود نشاء
عنصری از نور حق جلّ و علا مخلوق گشته است۔ کما قال علیہ و علی اللہ
الصلوة والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ“ و دیگران را این دولت میسر
نشده است۔“

ترجمہ: یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق و پیدائش
دیگر افراد انسانی کی طرح نہیں بلکہ تخلیق میں افراد عالم کا کوئی ایک
فرد بھی آپ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
باوجود عنصری پیدائش کے نور حق تعالیٰ سے مخلوق ہیں۔

ہو گیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے پس میں ہی اس قہر نبوت کو مکمل کرنے والا
 آخری پتھر ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (صحیح بخاری و مسلم)
 سید الانبیاء والمرسلین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری
 نبی اور تمام نبیوں اور رسولوں کی نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کرنے والے رسول
 ہیں قرآن حکیم نے آپ کو آخری نبی اور خاتم النبیین قرار دیا ہے: وَلَٰكِنْ مَسْئُولُ
 اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔ اس حقیقت پر گواہ ہے اور بیسیوں احادیث اس
 مسئلہ کی تائید میں موجود ہیں۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ عظام اور علماء محققین کا اس بات پر
 اجماع ہے کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت و رسالت کا
 دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔

امام الائمہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف فقہ اکبر
 کی شرح میں علامہ قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں دَعْوَى النُّبُوَّةِ بَعْدَ
 نَبِيِّنَا كُفْرٌ بِالْاَوْجُمَاعِ۔ یعنی ہمارے نبی عربی کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بال
 جماع کفر ہے۔ الیواقیت والجماع میں شیخ اکبر سے منقول ہے کہ ہَذَا بَابُ
 اَعْلَقَ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ لَا يَفْتَحُ وَاحِدٌ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ یعنی
 نبوت کا دروازہ محمد عربی کے وصال کے بعد بند کر دیا گیا ہے اب کسی کے
 لیے قیامت تک نہیں کھولا جاتے گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات شریف دفتر سوم میں

لکھتے ہیں کہ اول الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخر الانبیاء
 نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر ۱۰۰۰۰ عَنْ حُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا
 أَحْمَدُ وَأَنَا الْكَاسِحِيُّ الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بَنِي الْكُفْرِ وَأَنَا الْعَاقِبُ
 الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيْهِ وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ
 بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔

ترجمہ: حضرت حبیر بن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اللہ
 علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میرا نام محمد ہے اور میرا نام احمد ہے
 میرا نام کاسحی ہے اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر مٹائے گا اور میرا نام عاقب بھی ہے۔
 تمام لوگ قیامت کے دن میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے میرا ایک نام
 عاقب ہے اور عاقب اسی کو کہتے ہیں جس کے بعد دوسرا کوئی نبی نہ ہو۔ صحیح بخاری و مسلم

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارک بے شمار ہیں ترمذی
 کی شرح میں ابن عربی سے آپ کے ہزار نام منقول ہیں۔ علامہ سیوطی نے
 آپ کے اسماء والقاب میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں
 انہوں نے حضور کے پانچ سو اسمائے گرامی درج کئے ہیں بشرح شامل ترمذی

کی ایک حدیث میں ہے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید میں میرے سات نام ہیں۔ محمد، احمد، یس، طہ، مزمل، مدثر اور عبد اللہ۔

محمد احمد و محمود خالق شس دیرا بستود

ازوشد بود ہر موجود وزوشد دیدہ ہا بینا

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء والقباب کی یہ کثرت آپ کے اوصاف و کمالات کی وسعت و کثرت کی آئینہ دار ہے اگر آپ کے باقی اوصاف و خصائص کو چھوڑ کر صرف آپ کے اسماء والقباب ہی کی وضاحت و صراحت کی جائے تو پھر بھی کما حقہ انسان آپ کے اوصاف بیان نہیں کر سکتا کیونکہ حضور کے مراتب و مدارج ایک بحر بی کران ہے جس کی انتہا کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ کا ہر ایک اسم مقدس اپنے دامن معنی میں حضور کے قصائد و مناقب کے سینکڑوں بیش قیمت موتی لیے ہوئے ہے حضور کی اس عظمت و جلالت کو دیکھ کر آخر میں یہی کہنا پڑتا ہے کہ ۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْهِكَ الْبُنْيَرُ لَقَدْ لُوسَ الْقَمَرُ
لَا يُبْكِي الشَّمْسُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ بَعْدَ اِلَالِهِ اَنْتَ عَظِيمٌ بِلَا خَطَرٍ

ترجمہ : اے پیکر حسن و جمال ! اور اے انسانوں کے سید و سردار !

چاند آپ کے ہی رُخ انور سے منور ہے

کما حقہ آپ کی تعریف تو ہو ہی نہیں سکتی

بلاشبہ اللہ کے بعد آپ کی شان عظیم ہے

یعنی بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر بلا افطاری اور سحری کھائے کئی کئی دن روزے رکھا کرتے تھے صحابہ کرام نے بھی ایسا کرنا چاہا تو آپ نے انہیں ازراہ

شفقت منع فرمادیا کیونکہ ایسا کرنا بدنی کمزوری اور کئی ایک دنیاوی امور میں حرج کا باعث ہے یہ حضور کی شان کریبی ہے کہ آپ نے ایسی سخت مشقت کی عبادت

سے خود ہی منع فرمادیا مگر صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ! آپ خود تو ایسا کرتے ہیں اور ہمیں منع فرماتے ہیں تو آپ نے ایک سر بسترہ راز سے پردہ اٹھاتے

ہوئے فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ کَہَیْئَتِکُمْ ۔ میں تمہارے جیسا نہیں میری رات تو اس شان سے گذرتی ہے کہ میرا رب خود مجھے اپنے انوار و تجلیات کی مقدس

غذا کھلاتا اور پلاتا ہے۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے اس حدیث کے صد ہا معارف اور نکات بیان کیے ہیں جن کا ذکر یہاں طوالت کا باعث ہے۔

بخاری شریف کتاب الصوم میں یہ حدیث چار مختلف الفاظ میں چھ جگہ موجود ہے۔ پہلی روایت تو یہی ہے کہ آپ نے فرمایا : اِنِّیْ لَسْتُ کَہَیْئَتِکُمْ

میری حالت تمہاری حالت جیسی نہیں۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا : لَسْتُ مِثْلَکُمْ ۔ میں تمہاری مثل نہیں ہوں تیسری روایت میں ہے

آپ نے فرمایا لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ ۔ میں تم میں سے کسی جیسا نہیں ہوں چوتھی حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ آپ نے فرمایا : اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ

میں تم میں کون ہے ۔ فی الجملہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی ذات والاصفات بيشمل

وہابیوں میں رحمت لقب پائے والا

حدیث نمبر ۱۰۰۰۰ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَذْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ إِنِّي لَأَمْرُأْتُ لَعَنًا وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً ط

ترجمہ ۱۰۰۰۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دربار نبوت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مشرکوں پر بددعا کیجیے تو آپ نے فرمایا میں بددعا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا مجھے تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے (صحیح مسلم)

یوں تو ہر نبی اور رسول اپنے وقت اور اپنی قوم کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ اور باعثِ رحمت تھا لیکن حضور خاتم الانبیاء والمہدیین نبی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جس حیثیت اور امتیازی شان سے رحمت و راحت کا پیکر ہیں وہ صرف آپ ہی کا خاصہ ہے قرآن حکیم میں خدا نے آپ کی عالمگیر رحمت کا ذکر ان مقدس الفاظ میں فرمایا ہے ۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۔ اے نبی ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔

جس قدر لفظ عالمین معنوی لحاظ سے تمام موجودات ارضی و سماوی کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اسی طرح حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت بے پایاں ارض و سما کی تمام مخلوق کو اپنی آغوشِ رحمت میں لیے ہوئے ہے جیسے خدا کی ربوبیت عام ہے ایسے ہی مصطفیٰ کی رحمت بھی عام اور ہر

نبی کے لیے ثابت ہے ۔

ذرا غور تو کیجیے وہ کون سی اذیت اور تکلیف ہے جو کفار مکہ نے آپ کو نہیں دی حضور خود ارشاد فرماتے ہیں جس قدر مجھے راہ حق میں تکلیف دی گئی ہے اتنی اذیت اور تکلیف کسی نبی کو نہیں دی گئی لیکن اس حقیقت کے باوجود جب آپ کو دشمنانِ رسالت پر بددعا کرنے کا عرض کیا جاتا ہے تو آپ کمالِ شانِ رحمتِ عالمینی سے فرماتے ہیں میں دنیا پر قہر و غضب بن کر نہیں آیا ۔ بلکہ مجھے کائنات کے لیے سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے ۔

جس کی نہیں نظیر وہ تنہا نہیں تو ہو

حدیث ۹۰۰۰۰ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَهَؤُلَاءِ أَتَاكَ لَوْ أَضِلُّ قَالَ إِنِّي لَكُنْتُ كَمَا هِيَ تَكُونُ إِنِّي يَطْعُمُنِي رَبِّي وَيَلْبِسُنِي ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت پر شفقت فرماتے ہوئے بلا افطار مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ خود تو پے درپے بلا افطار روزہ رکھتے ہیں (اور ہمیں منع فرماتے ہیں) آپ نے فرمایا بیشک میں تمہارے جیسا نہیں ہوں ۔ مجھے تو میرا پروردگار کھلاتا ہے اور پلاتا ہے ۔ (صحیح بخاری)

اور بے نظیر ہے اور آپ کے افعال و اشغال کو اپنی ذات پر قیاس کرنا اور آپ کو ایک عام بشر تصور کرنا ایک امتی کے شایان شان ہرگز نہیں بلکہ اہل حق کے نزدیک یہ حرمِ نصیبی کی علامت ہے چنانچہ حضرت محمد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات کے تیسرے دفتر، مکتوب ۶۴ میں ارشاد فرماتے ہیں :

عجوبان کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بشر گفتند و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و صاحب دولتان کہ او را علی الصلوٰۃ والسلام بعنوان رسالت و رحمت عالیمان دانستند و از سائر ناس ممتاز دیدند، بدولت ایمان مشرف گشتند و از اہل نجات آمدند۔

ترجمہ : جن ناسمجھ لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا اور آپ کو دوسرے عام انسانوں کی طرح سمجھا وہ بالآخر منکر ہو گئے اور جن خوش نصیبوں نے آپ کو رسول اللہ اور رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے دیکھا اور آپ کو تمام لوگوں سے ممتاز اور بلند و بالا سمجھا وہ دولتِ ایمان سے مشرف ہو کر اہل نجات میں شامل ہو گئے۔

تو زندہ ہے واللہ

حدیث نمبر ۱۰۰۰: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَرَوْا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ

مَشْفُودٌ يَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنْ أَحَدٌ لَمْ يُصَلِّ عَلَى إِذِ عِزَّتِكَ عَلَى صَلَاتِهِ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا قَالَ وَقُلْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَبَيَّنِّي اللَّهُ حَيْثُ يُرْسَلُ قِيَامُ

ترجمہ : حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجا کرو۔ کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بابت تک و شبہم درود پڑھنے والے کا درود سیر سامنے پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود سے فارغ ہو جائے۔ ابوذر داکتے ہیں میں نے پہنچا حضور! کیا آپ کی وفات کے بعد بھی درود آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا (ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو (قبروں) میں زرق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

مذکورہ بالا حدیث سے کئی ایک مسائل کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اول یہ کہ جمعہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے کیونکہ آپ نے اس دن بکثرت درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارا درود آقائے دو جہاں کے حضور پیش ہوتا ہے اور یہ بات آپ کے زمانہ حیات سے ہی مخصوص نہیں بلکہ بعد وفات بھی ہمارا صلوٰۃ و سلام آپ کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے۔

اس حدیث سے یہ حقیقت بھی ثابت ہوگئی کہ حضور علیہ السلام اپنے روضہ اطہر میں بحیات حقیقی زندہ تشریف فرما ہیں اور اب بھی اسی طرح زندہ و جاوید ہیں جس طرح آپ وفات سے قبل زندہ تھے۔ کیونکہ زمین انبیاء کے مقدس اجسام کو بوسیدہ نہیں کر سکتی اور انبیاء کرام اپنی قبروں میں رزق الہی سے بھی محظوظ ہوتے ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں، میں اپنے اس مکان میں جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدفون ہیں کھلے منہ بلا حجاب و نقاب روضہ رسول پر حاضری دیا کرتی تھی، میں یہ کہا کرتی تھی کہ ایک مرقداور میں تو میرے شوہر نامدار ہیں اور دوسرے مرقد میں میرے والد بزرگوار مدفون ہیں (لہذا پردہ کی ضرورت نہیں) لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہاں دفن کیا گیا، تو اللہ کی قسم! پھر میں جب بھی روضہ مطہرہ پر حاضری دیتی ہوں تو حضرت عمر سے پردہ کرتے ہوئے نقاب اوٹھ کر اور چادر سے بارہدہ ہو کر حاضری دیتی ہوں۔ رواہ احمد بخوالہ مشکوٰۃ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے تین روز بعد، ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور حضور کی جدائی کے غم میں دوڑ کر ٹھہرا ہوا گیا پھر فرط غم سے روضہ مبارکہ سے لپٹ گیا اور اپنے سر پر وہاں کی خاک پاک ڈال کر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ نے جو فرمایا ہم نے سن لیا اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن پاک نازل فرمایا جس میں ارشاد ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا تَرْحِمُهُمْ
اور اگر یہ لوگ جب گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو آپ کے پاس حاضر ہو کر اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول خدا بھی ان کیلئے مغفرت طلب کرتے تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا پاتے۔

یا رسول اللہ! میں نے گناہ کر کے اپنی جان پر بہت ظلم کیے ہیں میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے۔ حضرت علی فرماتے ہیں:

فَوَدِدْتُ مِنَ الْقَبْرِ أَنِّي قَدْ رَوْضِيَّكَ سَآوَاكِي (جا) تجھے بخش دیا گیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر القرطبی زیر آیہ مذکورہ،

حضرت سعید ابن عبدالعزیز روایت کرتے ہیں کہ آیاہ حصّۃ کے دوران جب مدینہ منورہ میں یزید یوں کے ظلم و طغیان کے باعث تین روز مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اذان و اقامت نہ پڑھی جاسکی (مشہور تابعی) حضرت سعید ابن المسیب مسجد نبوی میں ہی کسی طریقہ سے پیچھے رہے ان کا بیان ہے کہ وہ نماز کا وقت کسی طرح بھی معلوم نہیں کر سکتے تھے سوائے اس کے کہ جب نماز کا

وقت ہوتا تو آپ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدر انوار سے نہایت ہلکی سی آواز سنائی دیتی تھی۔ روہ الدارمی بحوالہ مشکوٰۃ۔

سکا رو دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بجات حقیقی زندہ ہیں یہ ایک ایسی ناقابل تردید صداقت ہے جس پر تمام صحابہ کرام ائمہ مجتہدین اور علماء محققین کا اتفاق ہے چنانچہ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں رقمطراز ہیں :-

حیات انبیاء علیہم السلام متفق علیہا است

یا صح کس را روا خلافت نیست

کہ انبیاء علیہم السلام کا بعد موت بھی زندہ ہونا سب کا تسلیم شدہ مسئلہ ہے کسی نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا

عظمت مقام مصطفیٰ علیہ التَّحِیۃ وَالنَّارِ رَسُولِ مُخْتَارِ

حدیث ۱۱: رَعِنَ ابْنُ سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ خَيْرِهِ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ نَزْهَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ قَالَ فَذَيْنُكَ يَا بَابُنَا وَأُمَمَانَا فَعَجَبَ لَهُ

فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيْرِهِ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ نَزْهَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ فَذَيْنُكَ يَا بَابُنَا وَأُمَمَانَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ هُوَ الْخَيْرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمُنَا -

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے تو وہ دنیا کی آسائش جتنی چاہے لے لے یا وہ جو انعام و اکرام اس کے رب کے پاس ہیں وہ قبول کر لے تو اس بندہ خدا نے جو انعام و اکرام اللہ کے پاس ہیں ان کو اختیار کر لیا حضرت ابوبکر صدیق یہ سن کر رو پڑے اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ راوی کہتے ہیں ہمیں ان کی اس بات پر بڑا تعجب ہوا اور لوگ کہتے لگے اس بوڑھے کو دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا ذکر فرما رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسائش دنیا اور عقبی کی نعمتوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار دیا تو اس نے عقبی کی نعمتوں کو اختیار کر لیا اور یہ کہتے ہیں یا رسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں تو (فی الحقیقت) رسول خدا وہ خود ہی بندہ مختار تھے اور ابوبکر صدیق ہم سب سے زیادہ عالم تھے (جو اس بات کو سمجھ گئے۔) صحیح بخاری و مسلم

اس حدیث میں دو چیزوں کا بیان ہے۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے

نبی عربی سلمہ اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں جب تک وہ چاہیں زندہ رہنے یا اپنے رب سے
اٹنے کا کلی اختیار دیا۔ دوسرا یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے بعد
تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم و فضل کے مالک ہیں۔ کیونکہ حضور کے اس بیان کو
صرف وہی سمجھ سکے۔ پھر جب چند دنوں کے بعد حضور کا وصال ہوا تو تمام صحابہ کرام
پر یہ حقیقت کھل گئی کہ وہ بندہ مختار جس کو اللہ نے زندگی اور موت کا اختیار دیا۔
ہے وہ ہمارے ہی آقا و مولیٰ ہیں اور اس وقت سب نے یہ بھی اعتراف کیا کہ ابوبکر
صدیق کو علم مصطفیٰ سے سب سے زیادہ اور وافر حصہ ملا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے! اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو
کس قدر عظمت و جلالت بخشی ہے اور آپ کو اپنی بارگاہ میں محبوبیت و مطلوبیت
کے اس رفیع الشان مقام پر فائز کیا کہ وہ خود ان کی رضا و خوشنودی کا طلب گار
ہے اور آپ کی موت سے قبل آپ کو موت اور زندگی کا پورا اختیار دے کر
فرمایا اے پیارے حبیب! تم مختار کل ہو جب تک چاہو دنیا میں زندہ رہو یا اپنے
محبوب حقیقی کے پاس آکر اس کی لافانی اور باقی نوازشات و عنایات سے لطف اٹھاؤ
ترندی شریف میں یہ صاف موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی اور
موت دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار کامل عطا فرمایا تو آپ نے
موت کو جو کہ لقاء رب اور محبوب حقیقی کے ہمال کا ذریعہ ہے پسند فرمایا ملاحظہ
کیجیے: حدیث کا ترجمہ:

حضرت ابوالمعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی وفات سے چند روز پہلے منبر پر بیٹھے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ
کو اختیار دیا کہ وہ جب تک چاہے زندہ رہے اور جو چاہے کھائے پیتے یا وہ
اپنے پروردگار سے ملاقات کرے تو اس نے اپنے رب کی ملاقات کو پسند
کر لیا یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رو پڑے۔

اختیار شفاعت

حدیث ۱۱۱۱ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فِي آتٍ مِنْ عَبْدِ رَبِّي فَخَيْرٌ بِي بَيْنَ أَنْ
يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَيَبْقَى الشَّفَاعَةُ فَأَحْضَرْتُ الشَّفَاعَةَ
وَهِيَ لِيَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا .

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے
والا آیا اور مجھے آدمی امت جنت میں داخل کرنے اور شفاعت میں اختیار دیا پس میں
نے شفاعت کو اختیار کیا اور یہ شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہوگی جو اللہ تعالیٰ
کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہو امرا۔ (ترمذی ابن ماجہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شافع امت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
مشرک کے سوا ہر شخص کی شفاعت کرنے کا اختیار دیا ہے اور قیامت کے دن
تمام امت آپ کی شفاعت کی بدولت عذاب دوزخ سے نجات پائے گی

حضور خود فرماتے ہیں میری شفاعت سے صرف وہی شخص مستفید ہوگا جو بصدق
 دل لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی گواہی دیتا ہو اور اسی ایمان و
 یقین پر موت پائی ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت مختلف صورتوں میں ہوگی۔ بعض
 لوگ آپ کی شفاعت سے بلا حساب و کتاب جنت میں جاتیں گے اور بعض
 حساب کے بعد نیکیاں کم ہو جانے کے سبب دوزخ کے سزاوار ہوں گے
 لیکن آپ کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے اور بعض لوگ اپنے گناہوں
 کے سبب دوزخ میں جاتیں گے اور پھر آپ کی شفاعت سے جنت میں داخل
 ہوں گے۔

شفاعت کے کئی درجے ہیں جن میں سب سے اہم اور عظیم ترین درجہ
 شفاعت کبریٰ کا ہے اور یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی
 نبی اور رسول کو نہیں ملا آپ کی اس شفاعت سے ہر نیک و بد مومن اور کافر
 فائدہ اٹھائے گا یہ وہ شفاعت ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ حساب و کتاب
 شروع فرمائے گا اور مخلوق کو میدانِ حشر کے عذاب سے نجات ملے گی۔
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس شفاعت کے بعد ہر نبی اور رسول کو اپنی
 اُمت کی شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قیامت کے دن ساری
 مخلوق ہر نبی سے شفاعت کی درخواست کرے گی لیکن کوئی نبی ان کی شفاعت

نہ کرے گا بالآخر لوگ ہر طرف سے مایوس و ناامید ہو کر دربارِ محسندی میں
 حاضر ہوں گے تو آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر
 جود میں رکھ دیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)
 سر اٹھاؤ جو کو گے سونگا، جو مانگو گے دوں گا جس کی شفاعت کرو گے قبول
 کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

بس اک اشائے سے سب کی نجات ہو کے رہی

حدیث نمبر ۱۳
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي
 ابْرَاهِيمَ رَبِّ انْهِنَّا أَضَلُّنَا كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ يَبْعَثْ فَإِنَّهُ مِنِّي وَ
 قَالَ عِيسَى إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ فَارْضَ عَنْ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُ
 أُمَّتِي أُمَّتِي وَبِكِي فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ
 وَرَبِّكَ أَعْلَمُ فَاَسْأَلُهُ مَا يُبْكِيهِ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فُسَّالَهُ فَأَخْبَرَهُ
 رَسُوْلُ اللَّهِ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللَّهُ بِجِبْرِيلَ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ
 فَقُلْ إِنَّا مَعُكُمْ وَلَا نَسُوْلُكَ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر و ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم کے اس قول کی تلاوت فرمائی:
 رَبِّ انْهِنَّا أَضَلُّنَا كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ يَبْعَثْ فَإِنَّهُ مِنِّي۔ اور پھر حضرت

عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے قول اِنْ تُعَذِّبْنٰہُمْ فَانْقَضِ عِبَادُکَ تَوْحٰسُور عَلَیہِ السَّلَام نے ہاتھ اٹھائے اور کہا اَللّٰھُمَّ اُفْتِنِیْ اِس کے بعد آپ رونے لگے۔ اَللّٰھ تعالیٰ نے فرمایا ۱۰۔ اے جبریل! تیرا رب سب کچھ جانتا ہے مگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر پوچھ کہ انہیں کس کے غم نے رلایا ہے پس جبریل نے اگر آپ سے پوچھا تو حضور نے جبریل کو بتا دیا جو آپ نے کہا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۱۱۔ اے جبریل! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر بتا دے کہ ہم آپ کو اُمت کے معاد میں راضی کر دیں گے ناراض نہیں کریں گے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے پایاں رحمت و رافت اور محبت کا بیان ہے جو آپ کو اپنی اُمت سے ہے اور دوسری طرف آپ کے اس عظیم تبرک و کمال کا ذکر ہے جو آپ کو دبارِ خداوندی میں حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُمت کا مالک اور شفاعت کا مختار بنایا ہے جس کی آپ شفاعت فرمائیں گے وہ بخشا جائے گا کیونکہ اللہ نے آپ کو اُمت کے معاملہ میں راضی کرنے کا وعدہ فی تفسیر جلالین میں ہے کہ جب آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ مَبْثُکَ فَتَرْضَہُ نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہا تو میں خدا سے راضی ہی نہیں ہوں گا۔

چرغم دیوارِ اُمت را
کہ باشد چوں توپشتیباں
چرباک از موجِ بحرِ آں را
کہ باشد لوحِ کشتیباں

مختار شریعت

حدیث ۱۲: عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَقَالَ یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا فَقَالَ جُبَلٌ اَکَلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَسَکْتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ لَعَمْرُکَ لَوَجَّهْتُ وَلَیْمًا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَمُّوْنِیْ مَا شَرَّ کُتُبُکُمْ فَاِذَا نَبِیُّا هَدٰکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سَوَالِہِمُ وَاجْتِلَاۃِ فِہِمُ عَلٰی الْاَنْبِیَآءِ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَاَلْوِاۤ اِمْنًا مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَعَدُوۃٌ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا ۱۰۔ لوگو! حج کو تم پر حج فرض کیا گیا ہے ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض ہے تو حضور خاموش ہو گئے حتیٰ کہ جب اس شخص نے تین بار یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا اگر میں سائل کے جواب میں صرف ہاں ہی کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم ہر سال حج ادا نہ کر سکتے۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے پھوڑے رکھو جب تک میں تمہیں پھوڑے رکھتا ہوں کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ وہ بیویوں سے بکثرت سوال کرتے تھے اور ان کے متعلق اختلاف کرتے تھے لہذا جب میں تمہیں حکم دوں تو اس کی حسب استطاعت

تعمیل کرو اور جب میں تمہیں کسی بات سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ۔ صیحیح مسلم
اس حدیث میں دو چیزوں کا بیان ہے اول یہ کہ پیغمبر اسلام اللہ تعالیٰ
کے نائب اور خلیفہ اعظم ہیں اس لیے وہ اس بات کے عجز ہیں کہ جو چاہیں حکم
دیں اور چیز سے چاہیں منع کر دیں آپ احکام شریعت اور فرائض دین نافذ کرنے
میں باذن اللہ وسیع اختیارات کے مالک ہیں۔

دوسرا یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر حکم اور فرمان
ہمارے لیے واجب العمل اور عین اسلام ہے ہمیں آپ کے ارشادات پر بلا چون و
چرا عمل پیرا ہونا چاہیے اور آپ کی ذات و صفات پر بے جا سوالات و اعتراضات
سے قطعی اجتناب کرنا چاہیے۔ آپ کے ہر قول و فعل کو نشاء الہی کے مطابق
تصور کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسلام نام ہی آپ کے گفثار و کردار کا ہے اور آپ کے
اسوۂ حسنہ سے روگردانی کا نام کفر ہے۔

مندرجہ بالا حدیث میں ان ہی حقائق کو بیان کیا گیا ہے۔ ذرا غور کیجیے ج
کعبہ کا حکم قرآن حکیم میں موجود ہے اور تمہارے ایک بار فرض ہے اسلام کی
ایک بہت بڑی بنیادی اور اساسی عبادت ہے مگر یہی حج کعبہ جو عمر بن ابی
بار فرض ہے اگر نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سائل کے سوال کے جواب میں ہاں
فرمادیتے تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ یہ میں آپ کے وہ وسیع اختیارات جو خدا
واحد نے آپ کو عطا کیے ہیں۔

حضرت امام شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ میزبان الشریعۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ منصب اور اختیار دیا ہے کہ
اَنْ يَشْرَعَ مِنْ قَبْلِ نَفْسِهِ مَا يَشَاءُ۔ وہ شریعت میں اپنی طرف سے
جو چاہیں فرمادیں۔

مالک شریعت

حدیث ۵۸۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ يَلْمِزَانَحْنُ جُلُوسَ عِنْدِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَكَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
هَكَكْتُ قَالَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى إِمْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تَعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ
أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ
مُسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَمَكَتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا
نُحْنُ عَلَى ذَلِكَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ
ثَمَرٌ وَالْعَرَقُ الْهَيْكَلُ أَضْنَحْمُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذْ
هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعْلَى أَفْقَرٍ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَوْلَ اللَّهِ
مَا سَأَلْتُمْ لَوْ بَنَيْهَا يَرْيَدُ الْحَرَقَيْنِ أَهْلُ بَيْتِ أَفْقَرٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي
فَضَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَيْنَابُهُ ثُمَّ
قَالَ أَطْعَمَهُ أَهْلَكَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے اگر عرض کی یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا میں نے بحالت روزہ بیوی سے جماعت کر لی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں پھر حضور نے فرمایا کیا تو آٹھ ٹھیکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر توقف فرمایا اتنے میں حضور کی خدمت میں کھجوروں کا ایک توڑا پیش کیا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ وہ سائل کہاں وہ شخص بولا میں یہ حاضر ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ کھجوریں اٹھالے اور جا کر خیرات کر دے وہ کہنے لگا یا رسول اللہ! کیا میں یہ کھجوریں کسی اپنے سے زیادہ غریب آدمی کو دوں تو خدا کی قسم مدینہ منورہ کے سارے شہر میں مجھ سے زیادہ غریب گھرا کسی کا نہیں یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منفس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے آپ نے فرمایا جا تو یہ کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے ۱۰ صحیح بخاری و مسلم

اس حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی صفات کی عظمت و جلالت کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو شارع اسلام اور حکام شریعت نافذ کرنے کا مجاز و مختار بنایا ہے وہاں آپ کو یہ اختیارات تفویض فرمائے کہ آپ جس کو چاہیں جس حکم شریعت سے چاہیں مستثنیٰ فرما

زیر نظر حدیث اس بات کا ایک واضح ثبوت ہے۔

مندرجہ بالا حدیث کو بار بار پڑھیے اور عظمت مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ کیجیے۔ ذرا دیکھئے تو سہی کہ روزے کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا آٹھ غریب کو کھانا کھلانا یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا ہے لیکن سائل دربار نبوت میں ان تینوں حکموں میں سے کسی پر بھی عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا اور اپنی معذوری ظاہر کرتا ہے تو حضور علیہ السلام یہ نہیں فرماتے کہ بندہ خدا کا جو حکم تھا وہ میں نے بیان کر دیا ہے اب میرے اختیار و تصرف میں کچھ نہیں ایسا ہر گز نہیں فرمایا بلکہ سائل کو خود اپنی بارگاہ عظمت پناہ سے کھجوریں عنایت فرما کر فرماتے ہیں جا یہ کھجوریں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا دے۔ تیسرے روزے کا کفارہ ادا ہو گیا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہہ آفاق کتاب کشف الغم میں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ہی خداداد اختیارات و خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وَكَانَ لَهُ أَنْ يَخْصَّ بِمَنْ شَاءَ مِنْ أَهْلِ حُكَاةٍ حُكْمًا۔ حضور علیہ السلام کو حق حاصل ہے کہ وہ جس کو چاہیں جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرمادیں۔

خُزْأَنَ الْأَرْضِ كَمَا مَالِكٍ

حدیث ۱۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالْغَيْبِ وَبَيَّنَّ اَنَا اِسْمُ
 رَبِّیْ تَنۢبِیْ اَوْ تَنۢبِیْتُ بِسَمۡفَاتِیۡ خَرَاتِقِ الْاَمۡرِضِ فَوَضِعْتُ فِیۡ یَدِیْ
 ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے اور میری مدد کفار کے دلوں
 میں رعب ڈال کر کی گئی ہے میں میند کی حالت میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ مجھے زمین
 کے سب خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔

اصحیح بخاری و مسلم

مندرجہ بالا حدیث میں شہنشاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین خصائص
 جلیلہ کا بیان ہے۔ اول، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جامع کلام نبوی قرآن حکیم
 عطا کیا جس کے مضامین اور الفاظ نہایت مختصر لیکن معنوی طور پر ایک ایک حرف
 میں علم و عرفان کے دریا موجزن ہیں۔

دوم اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے دلوں میں آپ کی ہیبت ڈال
 کر آپ کی تائید و نصرت فرمائی دشمنان اسلام کو سوں دو و صرف آپ کا
 نام ہی سن کر کانپ اٹھتے تھے۔

سوم اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ کے
 دست مبارک میں دے کر آپ کو خزان ارضی و سماوی کا مالک و مختار بنایا
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث
 کے تحت لکھتے ہیں کہ ظاہری طور پر تو آپ کو صرف زمین کے خزانوں کی چابیاں

دی گئیں مگر حقیقتاً معنوی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین و آسمان، ملک و
 مملکت کے سب خزانوں کی چابیاں عطا کی ہیں زمین کی کوئی تخصیص نہیں۔

غور کیجیے سرکار دو عالم زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک اور باذن اللہ
 ان میں تصرف کرنے کے مختار اور مجاز ہیں۔ دنیا کو دین و دنیا کی دولت اور مال و
 مال سے مالا مال فرماتے ہیں لیکن خود اپنی ساری زندگی مہایت فقیرانہ انداز سے بسر کر
 دی کسی شاہزادہ شان و شوکت کا اظہار نہ فرمایا بلکہ کئی کئی دن کا شانہ نبوت میں روٹی
 کاٹنے کے بیٹے آگ نہ جلائی گئی صرف ایک کھجور اور سادہ پانی پر زندگی گزار دی۔
 سب کچھ آپ کا اختیار ہی تھا۔ چنانچہ مختار کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی
 وجہ معطرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا۔

يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَأَلْتُ مَعِيَ
 جِبَالَ الذَّهَبِ. (مشکوۃ) سونے کے پہاڑ چلتے۔

قاسم نعیم الہی

حدیث نمبر: ۱۰۰۰۰ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعُوا
 بِاسْمِیْ وَلَا تَكُنْتُ اِلَّا بِكُنْیَتِیْ قَالُوا اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَمْسَمَ بَيْنَکُمَا۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کسی کی کنیت نہ رکھو کیونکہ قاسم
 مجھے ہی بنایا گیا ہے میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کے انعامات تقسیم کرتا ہوں۔
 اصحیح بخاری و مسلم

یہ حدیث صحاح ستہ کی کتابوں میں مختلف الفاظ میں متعدد جگہ موجود ہے اس میں حضور نے اپنا نام رکھنے کی اجازت دی ہے اور اپنی کنیت سے منع فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام کو ابوالقاسم کنیت سے یاد کرنے کی دو وجوہات بیان کی گئیں ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے کا نام قاسم تھا اس اعتبار سے آپ کو ابوالقاسم حضرت قاسم کے والد کہا جاتا ہے اور دوسری وجہ وہ ہے جو مندرجہ بالا حدیث میں بیان کی گئی ہے اور یہی وجہ حضور نے بیان فرماتی ہے کہ میں قاسم ہوں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات و عنایات مخلوق میں تقسیم کرتا ہوں۔

قاسم جنت

پچھلے صفحات پر بیان ہو چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں اور زیر نظر حدیث میں ان خزانوں کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تمام خزانوں کا مالک و مختار بنا کر ان میں تصرف کرنے کا اختیار دیا ہے حضور جس کو چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں یہی ارشاد مزید وضاحت کے ساتھ اس طرح منقول ہے :

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي - میں تو صرف تقسیم کرتا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا چیز تقسیم فرماتے ہیں ہر وہ چیز جو اللہ دیتا ہے بلکہ جو چیز اور نعمت خالق کیتا سے مخلوق کو ملتی ہے وہ آپ ہی کے دستِ کرم ملاوہ اور بھی کچھ سوال کرو میں نے کہا بس یہی ایک تمنا ہے پھر حضور نے فرمایا

یہ تقسیم ہوگی چنانچہ آمد کرام اور بزرگان دین نے یہاں تک لکھا ہے کہ دنیا و آخرت اور ظاہر و باطن میں، جسم و جان میں جو نعمت جو خوبی روز ازل سے ابلا بآباد تک جسے ملی اور مل رہی ہے اور آئندہ ملے گی ان سب میں واسطہ اور وسیلہ شاہ ہر دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا

حدیث ۱۸ بر مَن رَیْعَةُ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ أَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ بَوْصُوتَهُ وَحَلَجْتَهُ فَقَالَ لِي مَلْ فَقُلْتُ سَأَلْتُكَ مَرَّافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْغَيْزُ ذَلِكَ نَقَلْتُ هُوَ ذَلِكَ فَأَعْبَيْ عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ الشُّجُودِ - ترجمہ: حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا (ایک رات) میں نے آپ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی اور دوسری ضرورت کی اشیاء پیش کیں تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا: ربیعہ! مانگو تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ!

اپنی ذات کے لیے زیادہ سجدوں سے میری مدد کرنا۔ (صحیح مسلم)

یہ حدیث شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بے شمار خُدا داد انعامات و عنایات کی تفسیر اور جو دوسخا کا ایک واضح ثبوت ہے جن کا پہلے بیان گذر چکا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت نہایت ایمان افروز اور محبتِ رسول سے لبریز تبصرہ فرماتے ہوتے لکھتے ہیں "اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک میں ہے۔ آپ اپنے رب کے حکم سے جس کو چاہیں جو چاہیں عطا کریں۔"

اس تصریح کے بعد عربی و فارسی کے دو شعر نقل کرتے ہیں۔ ۷

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَوْرَتَهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ النُّجُومِ وَالْقَلَمِ

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری
بدرگاہِ نبی یا ہر چہ خواہی آں تمنا کن

اے شاہِ کونین! دونوں جہاں آپ ہی کے جو د و کرم کا نتیجہ ہیں۔ اور لوحِ قلم کا علم تو آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔ اگر دو جہاں کی بھلائی اور بہتری چاہتے تو آپ کی بارگاہ میں آؤ جو مانگو گے وہ ملے گا۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے رقمطراز ہیں :

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ کے خزانوں سے جو چاہیں عطا کریں۔ اسی وجہ سے ائمہ کرام نے یہ چٹھہ آپ کے خصائص میں شمار کی ہے کہ حضور جس کو چاہیں اور جو چاہیں عطا کریں بلکہ یہاں تک منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنتِ آپ کے پُر ذکر دی ہے تاکہ آپ جس کو چاہیں عطا کریں۔

مالک کونین میں گوپاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے عالی ہاتھ میں

نہیں سُتتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حدیث ۱۹: عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْنَيْنِ جَبَلَيْنِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ إِنِّي قَوْمٌ أَسْلَمُوا فَوَاللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِيَ عَطَاءَ مَا يَخَافُ الْفَقْرَ .

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبرویں کا ایک ریلوڑ مانگا جو دو پہاڑوں کے درمیان پھیلا ہوا تھا تو آپ نے وہ ریلوڑ اس کو دے دیا وہ شخص اپنی قوم سے جا کر کہنے لگا۔ اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا ڈر نہیں رکھتے۔ (صحیح مسلم)

مَا قَالَ لَهُ إِلَّا فِي تَشْهَد
 كَوْلَا التَّشْهَدُ كَانَتْ لَهُ نَعْم
 واد کیا جو دو کرم بے شاہ بطحا تیرا
 نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
 (اعلیٰ حضرت)

نبی کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حدیث ۲: عَنْ مُسْلِمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ سَجْلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَمَالِهِ فَقَالَ كُلُّ يَمِينِكَ قَالَ لَا
 اسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطِيعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ قَالَ فَمَا دَفَعَهَا
 إِلَى فَيْدٍ -

ترجمہ: حضرت مسلمہ ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک
 شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باتیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو حضور نے فرمایا
 داتیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا میں داتیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا
 تو داتیں ہاتھ سے نہ کھا سکے۔ چونکہ وہ شخص ازراہ تکبر باتیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا
 تھا۔ راوی کہتے ہیں وہ دوبارہ کبھی دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (صحیح مسلم)
 مذکورہ بالا ارشادِ نبوت اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ حضور مختارِ کونین
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مافوق الاسباب امور میں بھی تصرف کا

ارض و سما کی دولت قدموں میں ہے۔ فرشِ تاعرش زیرِ نگیں ہے۔ جن
 انس، حور و ملک تابع فرمان ہیں اشارے سے چاند و پارہ ہو جاتے اور ڈوبنا
 سورج پلٹ آئے، انگلیوں سے چشمے بہا کر ڈیڑھ ہزار پیاسوں کی پیاس بجھا
 دی، چار سیر گندم سے ہزار مجاہدوں کا پیٹ بھر دیا، پیالہ بھر دودھ سے ستر
 صحابہ کو سیراب کر دیا۔ ایسی جلالتِ شان کا مالک ہونا پھر سب کچھ راہِ خدا
 میں لٹا دینا اپنے جو دو کرم اور سخاوت سے دنیا بھر کو مالا مال کر دینا خود
 بھوکے رہنا اور دوسروں کو کھلانا ساری زندگی کے شب و روز اسی طرح
 بسر کر دینا صرف تاجدارِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حصہ ہے۔

مذہبہ بالا حدیث آپ کے جو دو کرم اور سخاوت کی ادنیٰ مثال ہے
 علماء کرام نے لکھا ہے کہ ان بکریوں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ ایسی سخاوت
 فیاضی کی مثال تاریخ نہیں پیش کر سکتی حضور فرماتے ہیں اگر احد پہاڑ بھی میرے
 لیے سونا بن جاتے تو میں اسے تین دن سے پہلے راہِ خدا میں تقسیم کر دوں اور بحرِ اٹلانٹک
 قرض کے اپنے پاس کچھ نہ رکھوں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں حضور کی سخاوت تمام لوگوں سے
 زیادہ تھی اور آپ بارش لانے والی بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر فیاض تھے حضرت
 جابر ابن عبداللہ فرماتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سوال کیا ہو اور آپ نے لا فرمایا ہو یعنی انکار کیا ہو۔ فرذوق نے کیا
 خوب کہا ہے۔

اختیار بحث ہے اس لیے آپ باذن اللہ ان امور میں تصرف کے مختار و مازون ہیں
قرآن حکیم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مقدس کو وحی خدا قرار
دیا ہے جس طرح وحی ربانی برحق اور ایک نہ ٹٹنے والی صداقت ہے۔ اسی
طرح زبان مصطفیٰ سے صادر ہونے والا کلام بھی ایک اٹل حقیقت ہے تیر
اپنے نشانہ سے خطا ہو سکتا ہے مگر کلام مصطفیٰ کبھی خطا نہیں ہو سکتا۔

مندرجہ بالا حدیث اسی حقیقت کی آئینہ دار ہے۔ حکم ابن ابوالعاص نے
مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء و مذاق کرتے ہوئے اپنا منہ ٹیڑھا کیا
آپ نے فرمایا جاتیرا منہ اسی طرح رہے گا۔ چنانچہ اس گستاخ رسول کا منہ مرتے
دم تک اسی طرح ٹیڑھا رہا۔ (سیرت ابن ہشام)

بخاری و مسلم میں مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات و نظائر
کی مذکورہ تصریحات سے بھی واضح شہادت موجود ہے۔ چنانچہ بارگاہِ ناقم الانبیاء
کے مدلل القدر غلام حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ایمان افروز حدیث
کی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ مصطفویٰ میں بطور کاتب متعین
تھا۔ وہ دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا۔ اس پر نبی مختار
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے جلال میں اگریہ ارشاد صادر ہوا۔
إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ - بے شک زمین اس کو قبول نہیں کرے

(صحیح بخاری و مسلم) گی۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ مجھے ابو طلحہ نے بتایا کہ میں اس جگہ گیا جہاں

وہ مرتد مرا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی لاش بے گور و کفن باہر پڑی ہے۔ میں
نئے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لاش قبر سے باہر کیوں پڑی ہے تو انہوں نے بتایا
کہ ہم نے اس کو کئی بار گہری سے گہری قبر کھود کر دفن کیا ہے لیکن زمین اس
کو قبول نہیں کرتی اور باہر پھینک دیتی ہے۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کئی کہیں

اس کی نافذ حکومت پر لاکھوں سلام

علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء دقیقہ دان عالم

حدیث ۲۱: رَعَى حَدِيفَةُ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُقَامًا مَأْرَكَ شَيْءٍ يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ
بِهِ حَفْظُهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي لَهُوَ لَوْ
وَاتَهُ لَسِيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيَهُ فَاسْرَاهُ فَاذْكُرْهُ كَمَا يَذْكُرُ
الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا سَرَاهُ عَرَفَهُ۔

ترجمہ ہر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک دن کھڑے ہوئے اور کوئی بات

حال میں چھوڑ کر کوئی پزندہ اپنے پر بھی نہیں ہلاتا مگر آپ نے ہمیں
پہلے ہی اس کی خبر دے دی ۔ (مسند احمد)

ان ہی مذکورہ بالا دلائل و شواہد کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
دانا غیب کل کہا جاتا ہے علماء اُمت اور ائمہ شریعت نے اس ناقابل تردید
حقیقت پر مہر تصدیق ثبت فرماتی ۔ جمع النہایہ میں علامہ شنوائی فرماتے ہیں کہ یہ
وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات
نہیں دی جب تک کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں سکھا دیا ۔ ۷۷

اُمی و دقیقہ دانِ عالم
بے سایہ و سائبانِ عالم
دانا تے ما کان و ما یكون

حدیث ۲۲ ہر عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ
مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ
وَلَيْسَتْ عَنْ نَسِيَةٍ ۔

ترجمہ ہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ ایک دن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے ۔ پس آپ نے ابتداء
خلق سے لے کر جہنمیوں کے جہنم اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل

زچھوڑی جو قیامت تک ہونے والی تھی مگر آپ نے وہ بتا دی ۔ یاد رہے یہ باتیں
اس کو جس نے ان کو یاد رکھا اور بھول گئیں اس کو جس نے ان کو بھلا دیا ۔ میرے
یہ دوست اس کو جانتے ہیں اور کبھی ان باتوں میں سے کوئی بات وقوع پذیر
ہوتی جو مجھے بھول گئی ہو تو مجھے یاد آ جاتا ہے جیسے ایک انسان کو ایک ایسے
آدمی کی صورت یاد آ جاتی ہے جو ایک عرصہ جدار ہا پچر جب وہ نظر آتا تو فوراً
پہچان لیتا ہے ۔ (صحیح بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ نے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام موجودات ارضی و
سماوی کا اجمالی و تفصیلی علم عطا کیا ہے اور مندرجہ بالا حدیث جو حضرت امام
بخاری اور حضرت امام مسلم (رحمہما اللہ) کی روایت کردہ ہے حضور کے اس
وسعت علمی کا ایک کھلا اور واضح ثبوت ہے ۔ جب علی کل شئی قدیر نے اپنے
محبوبِ عربی کی نگاہوں سے تمام حجابات اٹھا کر تمام کائنات مثل کعب
دست سامنے رکھ دی ہے تو پھر دنیا کا وہ کون سا گوشہ ، کائنات کا وہ کون
سا خطہ اور بحر و بر ، زمین و آسمان کا وہ کون سا حصہ ہے جو نگاہِ مصطفوی سے
اوجھل ہے ۔

یہ محض عقیدت و محبت و رسول کی وارفتگی میں ہی نہیں لکھ رہا بلکہ تربیت
گاہِ نبوت کے پروردہ اور بزمِ رسالت کے فیض یافتہ حضرت ابوذر غفاری رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

خبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور ہمیں اس

ہونے تک کے سارے حالات و واقعات بتا دیتے۔ یہ یاد رہا جس نے اس کو یاد رکھا اور بھول گیا جس نے اس کو بھلا دیا۔ (میصیح بخاری)

یہ حدیث علم مصطفیٰ علیہ التجیۃ والثناء کی عظمت اور آپ کے دانائے مَا كَانُ وَمَا يَكُونُ ہونے کی روز روشن سے بھی واضح دلیل ہے یاد رہے یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ وہ بخاری جس کے متعلق علماء متقدمین و متاخرین نے فیصلہ دیا ہے کہ میصیح بخاری قرآن حکیم کے بعد میصیح ترین کتاب ہے اس حدیث کو بغور پڑھیے اور پھر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و ادراک اور آپ کی ہر دانی کا اندازہ کیجیے حضور نے ایک ہی دن ایک ہی نشست میں روز ازل سے ابد الابد تک کے تمام حالات بیان فرما دیئے۔ مرقاة میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نبی اور نبوت کے معنی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

النَّبِيُّ هُوَ الَّذِي عَلَّمَ الْغَيْبَ. (مرقات شرح مشکوٰۃ) دینا ہے۔

یعنی نبی کہتے ہی اس اولوالعزم ہستی کو ہیں جس کی نگاہ نبوت فرشتہ زمین سے عرش بریں تک پہنچے۔ جو آسمان کی بلندیوں، زمین کی پستیوں، فضا کی وسعتوں اور سمندر کی گہرائیوں کا مشاہدہ کرے۔ نبی کہتے ہی اس ذات گرامی صفات کو ہیں جس کی چشم بصیرت کے سامنے ملاکوت و ملک کے تمام غیب عیاں ہوں جس کے سامنے ابتداء و خلق سے ابد الابد تک تمام اسرار و رموز خفییہ کھلی کتاب کی مانند ہوں۔

تمام صحابہ کرام اور محققین عظام کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ جو کچھ پہلے ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے ان سب امور کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اس حقیقت کی تائید و تصدیق میصیح مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ اس حدیث کا بلا کم و کاست لفظی ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

حضرت ابو زید فرماتے ہیں ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اترے نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ فرماتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا حضور منبر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ فرما ہو کر غروب آفتاب تک خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ ابو زید کہتے ہیں (اس طویل خطبہ میں) حضور نے ہمیں مَا كَانُ جو کچھ پہلے ہو چکا تھا اور مَا هُوَ كَارُنَّ اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اس کی خبر دی ہم میں بڑا عالم وہ شخص ہے جس کو یہ خطبہ زیادہ یاد ہے۔

مجھ سے جو چاہو پوچھو

حدیث ۲۳ ہر عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَّرَ حِينَئِذٍ رَأَيْتُ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى نَبْنَبٍ فذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عَظِيمًا مَا سَأَلَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلَيْسَ سَأَلَ عَنْهُ قَوْلَ اللَّهِ

صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہ فرماتے رہے کہ مجھ سے سوال کرو۔ حضرت انس کہتے ہیں ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! میرا ٹھکانہ کہاں ہے آپ نے فرمایا دوزخ میں۔ پھر عبد اللہ ابن خذافہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ خذافہ ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں پھر حضور بار بار فرمانے لگے مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے دوزخو بیٹھے اور یہ پڑھا: **رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِآلِهِ سَلَامًا دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا**۔ حضرت عمر کے یہ فرمانے پر حضور خاموش ہو گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے ابھی ابھی نماز کی حالت میں اس دیوار کے سامنے جنت و دوزخ دکھائی گئی ہے اور میں نے آج کی طرح خیر و شر کا منظر کبھی نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری)

صحیح بخاری کتاب التفسیر میں یہ حدیث آیت **لَا تَسْأَلُونَهَا عَنْ اَشْيَاءٍ اَنْ تُبَدِّلَكُمْ تَسْأَلُكُمْ** کے تحت وارد ہے آیت میں مسلمانوں کو حضور علیہ السلام سے بے جا سوالات سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسے سوالات آپ کی طبیعت پر گراں گزرتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور بعض دفعہ اس قسم کے سوال پر خاموش ہو جاتے اور کوئی جواب نہیں دیتے تھے جس سے منافقین کو حریف گیری اور آپ کے علم پر اعتراض کا موقع مل جاتا۔ بنا بریں ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب کچھ لوگوں نے

لَا تَسْأَلُونَنِي عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا قَالَ اَنْسُ فَاَكْثَرُ النَّاسِ الْبُكَاءُ وَاکْثَرُ سُرْسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقُولَ سَلُونَنِي قَالَ اَنْسُ فَقَامَ اِلَيْهِ جُلٌّ فَقَالَ اَيُّنَ مَدْخَلِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ النَّاسُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَيُّنِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اُولَئِكَ خُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ اَكْثَرُ اَنْ يَقُولَ سَلُونَنِي قَالَ فَبَزَلَ عُمَرُ عَلٰی رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِآلِهِ سَلَامًا دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا قَالَ فَكَسَتْ رَسْمُ اللّٰهِ حِیْنَ قَالَ عُمَرُ ذَالِكَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِیْ وَالتَّحِیْمِ نَفْسِي بِيَدِكَ لَقَدْ عَرِضْتُ عَلٰی الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اِنْضَا فِي عُرْضِ هَذَا الْحَاطِطِ وَاَنَا اُصْلِي فَلَکُمْ اَرْكَالُیَوْمٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ منبر پر جلوہ فرما ہوئے آپ نے قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا قیامت سے پہلے بہت سے عظیم واقعات رونما ہوں گے پھر حضور نے فرمایا جو شخص کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہے وہ سوال کرے اللہ کی قسم! جب تک میں اس جگہ کھڑا ہوں مجھ سے جو سوال کرو گے میں بتاؤں گا۔ حضرت انس کہتے ہیں یہ سن کر تمام لوگ رونے لگے اور رسول خدا

بکثرت سوال کیے تو آپ جلال میں اگر منبر پر جلوہ فرما ہوئے اور نہ کو رہ
ارشاد اب نبوت صا در فرمائے ۔

صحیح بخاری میں ہی یہ حدیث ایک دوسری جگہ اس طرح ہے
کہ جب بعض حضرات آپ سے بار بار سوال کرنے لگے تو آپ جوش میں آ
گئے اور فرمایا سَلُّوْا فِی عَمَّا شِئْتُمْ مجھ سے جو چاہو پوچھو ۔ ایک شخص
نے اٹھ کر پوچھا میرا باپ کون ہے ۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذیفہ ہے
ایک اور آدمی نے عرض کیا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ
شیدہ کا غلام سالم ہے ۔

غور کیجئے علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت اور ہمہ گیری ، جنتی
اور دوزخی ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق انسان کے خاتمہ زندگی
سے ہے اسی طرح حقیقی والد کی نشاندہی والدہ کے سوا کوئی انسان نہیں
کر سکتا مگر حضور علیہ السلام اپنے وسیع خداداد علم نبوت کی روشنی میں ان تمام
مخفی امور اور چُھپے بصیدوں سے پردہ اٹھا دیتے ہیں ۔

پھر آپ کی نگاہ نبوت اور غیر از بصارت کی عظمت دیکھیے ۔ جنت
سات آسمانوں سے اوپر واقع ہے اور دوزخ سب زمینوں کی تہ میں ہے
مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر تیز اور بلند نگاہ بخشی ہے کہ آپ مسجد
نبوی میں کھڑے بیک نگاہ جنت و دوزخ کے مختلف مناظر ملاحظہ فرما رہے
ہیں ۔

سر عرش پہ ہے تیری گذر دل فرش پہ ہے تیری نظر
ملاکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہ ہو

نظر کی پرواز تو بہت بلند ہے اگر سامنے کوئی پردہ حائل نہ ہو تو ماؤٹھا
کی نظر کئی میلوں کا احاطہ کر لیتی ہے تو نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
پرواز اور رسائی کہاں تک ہوگی ۔ اس کا تو کوئی فرد بشر اندازہ ہی نہیں
کر سکتا جب کہ نگاہ مصطفیٰ کے سامنے بالا و پست ایک ہے پس و پیش
یکساں ہیں کوئی حجاب کوئی اوٹ درمیان میں حائل نہیں ہو سکتی ۔

نگاہ مصطفیٰ جس طرح نزدیک والوں کو دیکھتی ہے اسی طرح دور والوں
کو بھی ملاحظہ فرماتی ہے آپ جس طرح سامنے والوں کو دیکھتے ہیں اسی
طرح پیچھے والوں کو ملاحظہ فرماتے تھے ۔ چنانچہ صحیح مسلم میں کہ حضور علیہ السلام
جس طرح سامنے والوں کو دیکھتے تھے اسی طرح آپ پیچھے والوں کو بھی دیکھتے تھے ۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ
ایک مرتبہ جماعت کی تکبیر ہو چکی تھی کہ دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے
بحاری طرف رُخ انور پھیر کر فرمایا صفوں کو سیدھا رکھو اور باہمی خوب
مل کر رہو ۔

فَاتَىٰ أَسَاكُثْرَ مِنِّیْ وَنَاءَ ظَهْرِیْ بلاشبہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کی طرف
(صحیح بخاری) سے بھی دیکھتا ہوں ۔

بخاری و مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا رکوع اور سجود پوری طرح ادا کیا کرو۔ اللہ کی قسم میں تمہیں اپنی پشت کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔

مذکورہ بالا احادیث میں آپ نگاہِ مُسْطَفَوِی کی ہمہ گیر وسعت کی چند جھلکیاں دیکھ چکے ہیں۔ اب آپ کے خدا داد تصرف و اختیار کی بھی ایک ایمان افروز حدیث ملاحظہ کیجیے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سرزمینِ مدینہ منورہ میں نمازِ خسوف پڑھا رہے ہیں کہ اثنائے نماز میں نگاہِ نبوت فضائے ارضی کے سینکڑوں کثیف حجابات اور آسمان کے صمد ہالطیف حجابات کو چیرتی ہوئی جنت کا مشاہدہ فرماتی ہے اور ساتھ ہی آپ کا یہ اللہ صفت ہاتھ اٹھتا ہے اور ستر سال کی مسافت پر دو دربارِ بہشت کے ایک خوشہ انگور کو پکڑ لیتا ہے، صحابہ کرام کی قدسی جماعت دست بستہ قبلہ رویہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہی ہے۔ چنانچہ راوی حدیث حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم فرمائی تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو نماز کی حالت میں ہاتھ اٹھا کر کوئی چیز پکڑتے دیکھا اور پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ روک لیا تو شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي سَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَنَنَّاؤُلْتُ
عَنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهَا لَأَكَلْتُهَا
بے شک میں نے جنت کو دیکھا
اور اس کا ایک خوشہ پکڑ لیا اگر

مِنْهُ مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا - میں اس کو توڑ لانا تو تم اسے
(بخاری و مسلم) رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔

ایک دن پہلے بتا دیا

حدیث ۲۴۲۲ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَسَ حِينَ بَلَغْنَا إِرْقَالَ أُبَيِّ سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَمَرْتَانِ أَنْ تُخَيِّضَهَا الْبَحْرَ لَا حُصْنُهَا وَلَوْ أَمَرْتَانِ أَنْ نَضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْعِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَتَذَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَأَنْطَلَقُوا حَتَّى نَزَلُوا أَبْدُمًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَضْرُوعٌ فَلَا يَنْ يَضْعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَهُنَا وَهَهُنَا قَالَ فَمَا مَا طَاحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں ابوسفیان کے محلہ آور ہونے کی خبر ملی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے صحابہ سے مشورہ طلب کیا تو سعد ابن عباد نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو ہم

میں کرنے کے لئے قاصر ہے۔ نتیجہ دشمنان اسلام کو ہزار ذلت و رسوائی شکست ہوئی۔

حضرت انس فرماتے ہیں پھر ہم نے حضور کی ہمدانی کی صداقت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ایک دن پہلے آپ نے جس جس کا فر کے مرنے کی جو جگہ آپ دست مبارک سے نشان لگا کر بتائی تھی وہ کافر اسی جگہ مرا پڑا تھا۔

نگاہِ نبوت

حدیث ۲۵: رَعْنِ أَنَسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزِيدًا وَجَعْفَرَ وَابْنَ سَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبْرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ نَزِيدٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ سَاحَةَ فَأَصِيبَ وَعَيْنَاهُ نَذْرٌ فَإِنْ حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَةَ سَيْفٌ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ يَعْنِي خَالِدَ ابْنَ وَلِيدٍ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حضرت زید حضرت جعفر اور ابن رواحہ کے شہید ہونے کی اطلاع میدانِ جنگ سے خبر آنے سے پہلے ہی دے دی۔ آپ نے فرمایا پہلے جھنڈا حضرت زید نے اٹھایا اور لڑتے ہوئے شہید ہو

اس میں کود جائیں گے اور اگر آپ ہمیں برگِ غما تک چڑھائی کرنے کا حکم دیں تو ہم ایسا ہی کر گزریں گے حضرت انس کہتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور چل پڑے یہاں تک میدانِ بدر میں جا ٹھہرے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے اور آپ زمین پر ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے کہ یہاں فلاں کافر مرے گا اور اس جگہ فلاں کافر مرے گا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک کافر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ سے ہٹ کر نہ مرا۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں غزوہ بدر کا ذکر ہے جو دو ہجری میں واقع ہوئی مشرکین مکہ ایک ہزار فوج سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے حضور علیہ السلام بھی تین سو تیرہ سرفروشانِ حق کی مٹھی بھر جماعت لے کر میدانِ بدر میں جا اترے۔ جنگ سے ایک دن پہلے حضور نے میدانِ جنگ کا معائنہ فرمایا اور اپنے خداداد علمِ نبوت کی روشنی میں کل رونما ہونے والے واقعات و حالات سے مجاہدینِ اسلام کو آگاہ فرمایا کہ انشا اللہ کل یہاں کافر مرے گا اور اس جگہ فلاں کافر کی لاش گرے گی۔

دوسرا دن آیا حق و باطل کی پہلی اور فیصلہ کن لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ شمعِ رسالت کے پروانوں نے نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں جان بازی اور سرفروشی کی جو بے مثال اور لافانی روایات قائم کیں تاریخ اس کی نظیر

کئے پھر پرچم اسلام حضرت جعفر نے اٹھایا وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔
 اس کے بعد پرچم اسلام حضرت ابن رواحہ نے اٹھایا تو وہ بھی کفار سے لڑتے
 ہوئے شہید ہو گئے حضور یہ بتا رہے تھے اور آپ کی چٹمان مبارک سے آنسو
 بہہ رہے تھے یہاں تک کہ پرچم اسلام اللہ تعالیٰ کی تلوار یعنی حضرت خالد
 بن ولید نے اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح دی ۱۰ صحیح بخاری
 مندرجہ بالا حدیث میں جنگ موتہ کا ذکر ہے جو ملک شام میں لڑی
 گئی۔ ملاحظہ کیجیے۔ شاہ ہر دوسرا مدینہ منورہ میں بیٹھے کوسوں دور ملک
 شام میں میدان جنگ کا معائنہ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب
 کی نظروں سے تمام پردوں کو ہٹا دیا ہے۔ آپ اس خدا داد قوت
 بصارت سے تحت الثریٰ سے عرش علیٰ تک دور و نزدیک کو یکساں
 ملاحظہ فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر وسیع علم و ادراک
 کی نعمت سے نوازا ہو کیا اس سے کائنات کا کوئی گوشہ اوجھل رہ سکتا ہے
 کتب اعدایت گواہ ہیں کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس مہم پر لشکر روانہ کرنے سے پہلے ہی اجمالی طور پر آئندہ رونما
 ہونے والے حالات کا نقشہ دکھا دیا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت
 زید سپہ سالار لشکر اسلام شہید ہو جائیں تو پرچم اسلام حضرت جعفر اٹھالیں۔
 اگر وہ شہید ہو جائیں تو پرچم حضرت زواہر تمام لیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں
 تو پھر مسلمان جس پر متفق ہو جائیں اس کو امیر لشکر بنالینا۔ وہی نقشہ

سامنے آیا جس کی تفصیل آپ نے پہلے ہی بتادی تھی۔

پھر عین اس وقت جب شام میں لشکر اسلام مصروف جنگ تھا حضور
 منبر پر جلوہ فرما ہوتے نگاہ نبوت میلوں دور سینکڑوں جہاات کو چیرتی ہوئی
 میدان جنگ کو دیکھ لیتی ہے حضور نے جنگ کی صورت حال سے صحابہ کرام
 کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔ لشکر اسلام کے تینوں امیر یکے بعد دیگرے شہید ہو
 گئے ہیں اور اب پرچم اسلام حضرت خالد بن ولید نے اٹھایا ہے اور اللہ نے
 ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی ہے

مشرق و مغرب کا مشاہدہ

حدیث ۲۶۱ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِنَّ اللَّهَ سَأَلَ لِي أَلَا مَرْضَى فَلَأَنْتُ مَسَارِقُهَا وَمَغَارِبُهَا وَإِنِّي
 أَهْمَنِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا سَأَلَ لِي مِنْهَا وَأَعْطَيْتُ الْكَزْبَيْنِ أَلَا
 ضَمَرًا وَالْأَبْيَضُ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةِ عَامَّةٍ
 وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ
 بَيْضَتَهُمْ وَإِنِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءَ
 قَائِلَةٍ لَا يَسُدُّ وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لَمْ تَكُنْ أَنْ لَا أُهْلِكَكُمْ بِسَنَةِ
 عَامَّةٍ وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ
 فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا حَتَّى

يَكُونُ لِبَعْضِهِمْ لِيُفْلِكَ لِبَعْضًا وَيَسْبِي لِبَعْضِهِمْ لِبَعْضًا
ترجمہ ہر حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ساری زمین سمیٹ
کر میرے سامنے رکھ دی پس میں نے اس کے تمام مشرق و مغرب کو دیکھا
اور یقیناً میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک مجھے دکھایا گیا
ہے اور مجھے سُرخ اور سفید رنگ کے دو خزانے عطا کئے گئے ہیں میں نے
اپنی امت کے لیے اپنے پروردگار سے یہ دعا مانگی کہ وہ اسے قحط سے ہلاک
نہ کرے اور نہ ہی اس پر کوئی بیرونی دشمن مسلط کرے جو اس کو تباہ کر دے
تو میرے رب نے فرمایا اے محمد (علیہ السلام) جب میں کوئی فیصلہ کر
دیتا ہوں تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور میں نے تمہیں تمہاری امت کے
لیے یہ عطا کیا ہے کہ میں اس کو قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ہی اس
پر اپنوں کے سوا کسی دوسرے دشمن کو مسلط کروں گا جو اس کو تباہ کر دے
اگرچہ ساری دنیا کے کافر ہی اس کے خلاف کیوں نہ نکل آئیں لیکن
تمہاری امت آپس میں قتل و غارت کرے گی اور ایک دوسرے کو قید
میں ڈالے گی۔ (صحیح مسلم)

علم مصطفیٰ کی وسعت کو خدا جانتا ہے یا پھر مصطفیٰ علیہ الخیرۃ والثناء
جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشرق و مغارب کا مشاہدہ کرایا
ہے ہمیں اس قدر علم ہے کہ ارض و سما اور ملاکوت و ملک میں کوئی الٰہی

ہیز نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ سکھائی
ہو چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب الساجد میں حضرت عبدالرحمن ابن عائش سے
روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے اپنے رب کا دیدار کیا۔
تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے حبیب! اس وقت ملا علی کے فرستے کس
مسئلے میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی الٰہی تو ہی بہتر جانتا ہے مجھے
علم نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست مبارک میرے کندھوں کے درمیان
رکھا جس کی ٹھنڈک میرے دل میں عکس ہوتی پس دست قدرت کے
فیضان سے

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ . مجھے زمین و آسمان کی ہر چیز کا علم ہو گیا۔
مذکورہ تصریحات سے بعض دلوں میں یہ شکوک
ایک شہرہ کا ازالہ پیدا ہوتے ہیں کہ اس طرح تو علم خدا اور علم مصطفیٰ

میں برابری ظاہر ہوتی ہے جو شرک جیسے ظلم عظیم کے مترادف ہے یہ خیال
دراصل توحید ربانی کی حقیقی رُوح اور اوصاف خداوندی سے لاعلمی کے
باعث پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر محدود اور ذاتی ہے ابتدا اور
انتہا کے غیوب سے پاک ہے اس کے برعکس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا علم اللہ کا سکھایا ہوا ہے اور دائرہ عرش و فرش میں محدود ہے مزید
برآں علم مصطفیٰ کو اتنی عظیم وسعت کے باوجود اللہ کے علم سے وہ نسبت
بھی نہیں جو ایک قطرہ کو دریا سے ہے لہذا حضور علیہ السلام کو عالمِ مَآ

كَانَ وَمَا يَكُونُ تَسْلِيمُ كَرْنِ سَعْلَمُ مَا اور علم مصطفیٰ میں برابری اور مساوات کی قطعاً کوئی بھی نسبت پیدا نہیں ہوتی اور نص قرآنی اور احادیث نبوی اس حقیقت پر گواہ ہیں ۔

تو دانتے ما گان اور ما ی کون ہے

مگر بے خبر، بے خبر دیکھتے ہیں

چشم توبیخہ مَا فِي الصُّدُورِ

حدیث ۲۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْتُ نَاعِمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْيِيًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي إِلَيْهِ سَلَامٌ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّاسِ فَلَمَّا خَفَضَ الْقِتَالَ قَاتَى الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجَرَاحُ فَبَاءَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا أُبَيِّنُ لَكَ إِذْ تَحَدَّثْتُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّاسِ قَدْ قَاتَى فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجَرَاحُ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّاسِ فَكَأَنَّهُ بَعْضُ النَّاسِ يَسْتَتَابُ فَبَيَّنَّا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَاجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجَرَاحِ فَاهْوَى بِسَيْدِيهِ إِلَى كُنَاتِهِ فَأَنْتَزَعَ سَهْمًا فَأَنْتَهَرَ بِهِمَا فَاسْتَدَّ رِجَالًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ قَدْ أَنْهَمُوا

فَلَا تَنْفَعُ نَفْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ يَابِلَ لَقَدْ مَاتَ مَا ذُنَّ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَوْتًا وَأَنَّ اللَّهَ لَيُؤَيِّدُ هَذِهِ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ -

ترجمہ ۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خنین میں حاضر تھے، آپ نے ایک شخص کے متعلق جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا کہ وہ دوزخی ہے جب لڑائی شروع ہوتی تو وہ شخص بڑی بہادری سے لڑا اور زخموں سے چور ہو گیا ایک آدمی نے اگر عرض کی یا رسول اللہ! دیکھئے آپ نے جس شخص کو دوزخی بتایا تھا وہ تو اللہ کی راہ میں بڑی بے جگرگی سے لڑ رہا ہے اور اس کو بکثرت زخم بھی آئے ہیں حضور نے فرمایا بہر حال وہ شخص دوزخی ہے قریب ہی تھا کہ بعض لوگ شک میں پڑ جاتے کہ اتنے میں وہ شخص زخموں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنے ہی ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی یہ منظر دیکھ کر لوگ بھاگ بھاگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچا کر دیا ہے اس شخص نے خودکشی کر لی ہے یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول برحق ہوں ۱۰ اے بلال! اللہ اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مومن ہی جاتے گا اور بیشک

اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کی تائید و نصرت فاجرا دمی سے بھی کراتے گا۔

(صحیح بخاری)

زیر نظر حدیث امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دانائے کل ہونے کی ایک واضح اور روشن دلیل ہے کیونکہ جنتی اور دوزخی ہونے کا دار و مدار موت اور خاتمہ زندگی پر ہے اس لیے کسی کے جنتی اور دوزخی ہونے کی وہی خبر دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ابداً لایاً تک کا تمام اجمالی اور تفصیلی جزوی اور کلی علم عطا کیا ہو جو بڑا الخلق سے دوزخ اور جنت میں داخل ہونے تک کے جملہ حالات و واقعات سے آگاہ ہو اور یہ مقام اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مرحمت فرمایا ہے جو ہ از روز جزو کل آگاہ بود در جہاں قائم بامر اللہ بود

ملاحظہ کیجیے سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عرفان کی وسعت و عظمت کا وہ شخص جو غزوہ خین جیسے عظیم الشان معرکہ میں دشمنان اسلام کے مقابلہ میں سینہ سپر ہے بڑی جرأت بہادری سے لڑتے ہوئے مجاہدین اسلام سے داد شجاعت لے رہا ہے اس کی شہادت کے آثار یقینی نظر آرہے ہیں صحابہ کرام اس کو مجاہدین کی صفوں میں دیکھ رہے ہیں اور چند لمحوں بعد اس کے جنت سدھار نے پر یقین کیے ہوئے ہیں لیکن نگاہ مصطفوی اس کو دوزخ کی پستیوں میں دیکھ رہی ہے کیونکہ نگاہ صحابہ اس کے سخن کردار پر تھی اور نگاہ مصطفیٰ اس کے خاتمہ پر تھی۔

حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ ابوہریر کے بیٹے عکرمہ نے ایک انصاری صحابی کو شبید کر دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ خبر سن کر مسکراتے تو صحابہ کرام نے اس بے محل خوشی کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا میں اس لیے مسکرا رہا ہوں کہ قاتل اور مقتول جنت کے ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد عکرمہ مسلمان ہو کر شرف صحابیت سے مشرف ہو گیا اے فروغت صبح اعصار روڈ ہُود چشم تو بندہ کافی الصدور

حضرت عمار کی شہادت

حدیث ۲۸: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَوْمَئِذٍ يَخْفَرُ الْغَنَدَقِيُّ فَجَعَلَ يَفْسَحُ مَرَأْسَهُ وَيَقُولُ: بُوْسَ ابْنِ سَمِيَّةٍ تَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ۔

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا جب کہ وہ خندق کھود رہے تھے حضور ان کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے اور فرماتے تھے اے سمیہ کے بیٹے! تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

(صحیح مسلم)

یاد رہے غزوہ خندق شہر میں واقع ہوا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ نے جنگ صفین میں شہادت پائی اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۲ سال بعد ہونے والے ایک واقعہ کی اطلاع دی جو آپ کے تعلیم خداوندی دانائے غیوب ہونے کی بین دلیل ہے۔

قیصر و کسری کی ہلاکت

حدیث ۲۹ ہر عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلک کسری فلا یکون کسوی بعدہ و قیصر یشک شمر لا یکون قیصر بعدہ و لقیسمن کنوزہما فی سبیل اللہ و سمی الحزب خذ عہ۔ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسری ہلاک ہو گیا پس اس کے بعد اور کوئی کسری نہیں ہوگا اور قیصر بھی ہلاک ہو جائے گا پھر اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہیں ہوگا اور تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کرو گے اور آپ نے جنگ کو ایک فریب سے تعبیر کیا۔ (بخاری و مسلم)

امام الانسبیار صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسری کی ہلاکت اور ان کی حکومتوں کی تباہی و بربادی کا اس وقت اعلان فرمایا جب قیصر و کسری کی حکمرانی کا سکہ ساری دنیا پر رائج تھا اور باقی تمام چھوٹے ملکوں پر ان کی بالادستی اور اجارہ داری قائم تھی کسی بڑے سے بڑے ملک کو بھی ان کے

یار رہے غزوہ خندق شہر میں واقع ہوا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ نے جنگ صفین میں شہادت پائی اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳۲ سال بعد ہونے والے ایک واقعہ کی اطلاع دی جو آپ کے تعلیم خداوندی دانائے غیوب ہونے کی بین دلیل ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور کے اس ارشاد گرامی پر اس قدر کامل یقین اور ایمان تھا کہ ایک مرتبہ آپ سخت بیمار ہو گئے آپ کی بیوی اپنے شوہر کی زندگی سے مایوس ہو کر رونے لگی تو آپ نے فرمایا غم نہ کرو میں اس بیماری سے ہرگز نہیں مروں گا۔ میرے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ

”اے عمار! مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، اور دنیا کی تیری آخری خوراک دودھ ہوگا“

چنانچہ ایسا ہی ہوا اس خوشخبری کے ۳۲ سال بعد جنگ صفین میں حضرت عمار کو باغیوں نے گرفتار کر لیا اور آپ کو شہید کرنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ دیا۔ حضرت عمار وہ دودھ پی کر مسکرائے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا تھا کہ میری دنیا کی آخری خوراک دودھ ہوگی۔ اب دیکھو! مجھے حضور کے فرمان کے مطابق دودھ پلایا جا رہا ہے اس کے بعد باغیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔

سامنے مجال دم زدن نہ تھی۔

پھر اس قدر عظیم طاقت و قوت کی مالک حکومتوں کی تباہی و بربادی کا بظاہر کوئی سامان و امکان بھی نہ تھا لیکن نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کی صداقت و حقیقت آفتاب نمرود کی طرح ثابت ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں فرزندان اسلام کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ اور ان کی حکومتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئیں۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدانی اور علم نبوت کی ہمہ گیری ملاحظہ کیجئے۔ آپ نے صرف قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی ہی خبر نہ دی بلکہ یہ بھی فرمایا کہ قیصر ہلاک ہو جائے گا اور اس کے بعد دوسرا کوئی قیصر نہ ہوگا اور کسریٰ کی ہلاکت کے بعد بھی کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہوگا۔

آج دیکھ لیجیے کسریٰ کی موت کے بعد ایران میں پھر کوئی دوسرا کسریٰ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی قیصر کی موت کے بعد دنیا میں کوئی دوسرا قیصر برسرِ اقتدار ہوا اور نہ ہی قیامت تک ہوگا۔

صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث کو بنظر ایمان پڑھیے اور پھر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عرفان کی عظمت و جلال کا اندازہ کیجیے۔

عالم برزخ نگاہ مصطفیٰ میں

حدیث ۳۰

عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمْ أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُهُ مِنَ الْبُؤْسِ وَالْأَذْرِ فَكَانَ يَمْشِي بِالْثَمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً سَطَبَةً فَشَقَّهَا بِنُصْفَيْنِ ثُمَّ غَسَّاهُ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا قَالَ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ لَيْسًا -

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے آپ نے فرمایا ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور ان کو عذاب کسی کبیرہ گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا بلکہ ایک معمولی گناہ پر ہو رہا ہے ایک شخص تو اپنے بدن کو پشاب سے محفوظ نہیں رکھتا تھا اور دوسرا آدمی لوگوں کی چغلی کرتا تھا پھر حضور نے ایک سرسبز شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے اور ان کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں سرسبز رہیں گی ان پر عذاب میں تخفیف رہے گی۔

(صحیح بخاری)

اعجازِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

حدیث ۳۱: عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْقِمَارَ شِقَتَيْنِ حَتَّى سَأَدَا حِصَاةً بَيْنَهُمَا -

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کو چاند دو ٹکڑے کر دکھایا یہاں تک کہ حصارِ پہاڑ چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

سبقِ قمر یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ ایک عظیم المثال معجزہ جو چارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی نبی کے ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوا۔ کفار مکہ نے رات کے وقت حضور سے کوئی آسمانی معجزہ طلب کیا آپ نے دعا مانگی۔ انگشت مبارک سے چودھویں رات کے چاند کو اشارہ کیا تو چاند اسی وقت درمیان سے پھٹ گیا۔

درختِ قمر کو دراز انگشت شہادت میں بر فلکِ مدبرہ نشان محمد

پچھلے صفحات پر صحاح ستہ کی نو احادیث سے علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و وسعت کا بیان گذر چکا ہے اسی عنوان کی دسویں حدیث اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عام معجزہ کا بھی کامل علم و عرفان بخشا ہے فی الحقیقت جس طرح حضور کی نبوت و رسالت ہر موجود و مخلوق کے لیے نصِ قرآنی سے ثابت ہے اسی طرح آپ کو تعلیم اللہ ہر موجود و مخلوق کا علم بھی حاصل ہے۔

مندرجہ بالا حدیث پڑھیے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیغمبرانہ بصارت کی جلالتِ شان دیکھئے۔ نگاہِ مصطفیٰ منوں مٹی کے کثیف حجابات سے گذرتی ہوئی عذابِ قبر کے ہولناک منظر کو دیکھ لیتی ہے۔ پھر آپ کے علم و ادراک کی باریک بینی اور ہمہ گیری کا اندازہ کیجئے کہ آپ نے صرف عذاب کا ہی مشاہدہ نہیں فرمایا بلکہ آپ تعلیمِ الہی یہ بھی جانتے تھے کہ ان کو عذاب کس گناہ کے پاداش ہو رہا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ پھر تفصیل سے بتا دیا کہ ایک قبر والا چنچلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے اپنے بدن اور لباس کو محفوظ نہیں رکھتا تھا۔

اغرض اتنی تفصیل سے وہی بتا سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علمِ الاولین و الاخرین عطا کیا ہو اور جس کے علم و ادراک کا یہ مقام ہو۔ کیا اس کے علم و عرفان میں کوئی خامی اور تشنگی رہ سکتی ہے؟

حق نے بطریق ارسال اور طرانی نے ہم اوسط میں بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے ۔

ہاتھ اٹھتے ہی ابر رحمت چھا گیا

حدیث ۳۲ م عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَ لَنَا وَجَاءَ الْعِيَالُ فَأَذْعُ اللَّهُ فَرَفَعَ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ فَرْعَةً قَوْلًا لِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ فَأَمثالُ جِبَالٍ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ عَنْ مُبَرِّحَةٍ حَتَّى رُبَيْتُ الْمَطَرَ يَحَادِدُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَطَرَنَا يَوْمًا ذَالِكَ وَمِنَ الْعَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْعَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى فَقَامَ ذَالِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهْدِمُ الْبَنَاءَ وَغَسَقَ السَّمَاءُ فَأَذْعُ اللَّهُ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يَشِيرُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنْ السَّحَابِ إِلَّا انْفَجَحَتْ وَصَارَتْ أَلْهَدِيَّةً مِثْلَ الْجَوَابَةِ رَسَالِ الْوَادِي ثَنَاءً شَهْرًا وَلَمْ يَحِجْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجُودِ .

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ

جس طرح عجمی اور اعرافات مصطفوی سے چودھویں کا چاند دو ٹکڑے ہوا اسی طرح ڈوبا ہوا سورج بھی آپ کے مجرہ سے دوبارہ نکل آیا ۔ چنانچہ قاضی عیاض الشافعی تعریف حقوق المصطفیٰ میں اور امام سیوطی خصائص کبریٰ میں حضرت اسماعیل عیسیٰ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مقام صہبہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی کی گود میں سر مبارک رکھے سو رہے تھے آپ نماز عصر پڑھ چکے تھے اور حضرت علی نے ابھی نماز پڑھنی تھی نماز کا وقت جا رہا تھا لیکن حضرت علی نے پاس ادب آپ کو نہ جگایا اتنے میں سورج ڈوب گیا حضور جب بیدار ہوئے تو آپ نے حضرت علی کو مغموم دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! میری نماز عصر قضا ہو گئی ہے یہ سن کر حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی :

اللَّهُمَّ إِنَّكَ كَانَتْ فِي طَاعَتِكَ وَ طَاعَتِ نَبِيِّكَ فَأَذْذُ وَعَلَيْهِ الشَّمْسُ . (شفاء)

حضرت اسماعیل فرماتی ہیں میں نے خود دیکھا کہ سورج غروب ہونے کے بعد دوبارہ مغرب سے طلوع ہو کر وقت عصر پر آٹھرا اور اس کی دھوپ اور شعاعیں پہاڑوں اور میدانوں پر چمکنے لگیں ۔ جس طرح آپ کی انگشت مبارک کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور ڈوبا سورج پلٹ آیا اسی طرح شب طلع کے دوسرے دن آپ کی دعا سے اللہ نے سورج کو ٹھہرا دیا اس روایت کو

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرتبہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے جمعہ کے روز حضور علیہ السلام منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے ہڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! قحط سے مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور اہل و عیال بھوک میں مبتلا ہیں۔ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا مانگیے تو حضور نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے حضرت انس کہتے ہیں ہمیں اس وقت آسمان پر کہیں بادل نظر نہیں آتا تھا خدا کی قسم حضور نے ابھی دعا حق کر کے ہاتھ نیچے بھی نہیں رکھے تھے کہ آسمان پر سیاہ بادل پھاڑوں کی مانند اکر برسنے لگے جب حضور منبر سے اترے تو میں نے بارش کا پانی آپ کی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتا دیکھا۔ بارش اس دن بھی برستی رہی دوسرے اور تیسرے دن بھی پڑتی کہ آئندہ جمعہ تک متواتر بارش ہوتی رہی۔ حضور جب خطبہ فرمانے کے لیے منبر پر بیٹھے تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اب تو بارش کی فراوانی سے مکان گرنے لگے اور مویشی ڈوبنے لگے ہیں آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا مانگیے۔ حضور نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور یوں دعا فرمائی۔ اے اللہ! اب بارش ہمارے گرد و نواح پر برسا ہم پر نہ برسا اور آپ بادل کو ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے حضور جس طرف بھی انگلی کا اشارہ فرماتے اس طرف سے بادل پھٹ جاتا اور مدینہ منورہ پر سے آسمان بالکل صاف ہو گیا اور گرد و نواح پر بادل برسنے لگا اور باہر سے مدینہ منورہ میں جو شخص بھی آیا اس نے بارش کی فراوانی کی خبر سنائی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ملاحظہ کیجیے بارش کے لیے حبیب مصطفیٰ کے ہاتھ اٹھتے ہی آسمان پر سیاہ بادل چھا کر برسنے لگے اور ایک ہفتہ برستے ہی رہے۔ پھر وہی ہاتھ اٹھے جس طرف آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتا اس طرف سے بادل پھٹ جاتا۔ اب مدینہ منورہ کا عجیب منظر ہے دیار حبیب پر سے آسمان بالکل صاف ہے اور گرد و نواح پر بارش ہو رہی ہے۔

دعاے محمد ﷺ

حدیث ۳۳۱ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَدْعُوَ قُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَكَعَنْهَا يَوْمًا فَاسْمَعْتُ فِي سُرْسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلَسَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ ابْنِ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ ابْنِ هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْتُ إِلَى الْبَابِ فَادْهَوُ جُحَافٌ نَسِمْتُ أُمَّيْ خَشَفَ قَدْمِي فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ فَأَغْتَسَلْتُ فَلَبَسْتُ وَبَجَلْتُ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَسَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي مِنْ

الْفَتْحِ مُحَمَّدٌ اللَّهُ وَقَالَ خَيْرًا

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ
مشرکہ تھی اور میں انہیں مسلمان ہونے کی دعوت دیتا رہتا تھا حسبِ عادت
ایک دن میں نے اپنی والدہ کو اسلام قبول کرنے کا کہا تو والدہ نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے جس سے مجھے بڑا صدمہ
ہوا اور میں روتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی
یا رسول اللہ! دعا فرماؤ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو ہدایت عطا کرے تو آپ نے
یہ دعا فرمائی اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں کر خوشی خوشی باہر آیا جب میں گھر پہنچا تو
کیا دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے۔ میری والدہ نے قدموں کی آہٹ سن کر
ابوہریرہ باہر ہی کھڑا رہا اور پھر مجھے پانی گرنے کی آواز سنائی دی۔ میری والدہ
نے غسل کیا اور کپڑے پہنے اور بڑی جلدی سے دروازہ کھول کر کہا ابوہریرہ!
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
میں اسی وقت فرطِ مسرت سے روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو والدہ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری
سنائی تو حضور نے اللہ کی حمد فرمائی اور مجھے دعائیں دیں۔ (صحیح مسلم)
دعا کی قبولیت اور اس کے اثرات کا اس قدر عجبت اور جلدی سے
ظاہر ہونا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا اعجاز ہے۔ مندرجہ بالا

حدیث اور اس سے پہلی حدیث اسی اعجازِ مصطفویٰ کی آئینہ دار ہیں اور
مصطفیٰ کے ہاتھ اٹھے اور قبولیت نے گلے لگایا۔

اجابت نے جھک کے گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

ایکس کھجوریں اور پچیس سال

حدیث ۳۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَكَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِشَمْرَاتٍ فَقُلْتُ يَا سَوْولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ فِيْهِنَّ بِالْبِرْكَاتِ
فَضَمَّنَ ثُمَّ دَعَانِي فِيْهِنَّ بِالْبِرْكَاتِ قَالَ حَذُّهُنَّ فِيْ مَزْدَكَ
كُلَّمَا اسْرَدَتْ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخُلْ فِيْهِ يَدُكَ فَحَذِّهِ
وَلَا تَشْرُكْ نَشْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَلِكَ التَّمْرَ كَذَا وَكَذَا
مِنْ وَسْقٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ
لَا يُفَاسِقُ حَقْوِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں تموڑی
سی کھجوریں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کی یا رسول اللہ! دعا فرما یہ اللہ تعالیٰ ان کھجوروں میں برکت

پیدا کر دے تو آپ نے ان کھجوروں کو ملایا پھر میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا لے ان کھجوروں کو اپنے تھیلے میں ڈال دے جب تجھے کھجوروں کی ضرورت پڑے تو تھیلے میں ہاتھ ڈال کر نکال لینا اور اس کو الٹا کر کے ہرگز نہ بھاڑنا۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے اس تھیلے سے کئی من کھجوریں اللہ کی راہ میں خیرات کیں، ہم خود بھی اس تھیلے سے کھجوریں کھاتے رہے محالوں کو بھی کھلاتے رہے اور میں بھی تھیلا ہمیشہ اپنی کمر سے باندھے رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت کے روز وہ کہیں گم ہو گیا۔

(ترمذی)

محدثین عظام نے لکھا ہے کہ ان کھجوروں کی تعداد اکیس تھی لیکن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف و اعجاز سے ان اکیس کھجوروں میں اتنی برکت پیدا ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہ تقریباً پچیس سال تک اس تھیلے سے کھجوریں کھاتے رہے اور کھلاتے رہے اور منوں کی تعداد میں فی سبیل اللہ تقسیم بھی کیں لیکن تھیلے سے کھجوریں کم نہ ہوتیں آخر شہادت عثمان غنی کے دن وہ تھیلا گم ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ اس پر شدتِ غم میں روتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے۔

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِيْ هَمَّانَ بَيْنَهُم

هَمُّ الْجَرَّابِ وَهَمُّ الشَّيْخِ عُمَانَ

آج لوگوں کو صرف ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک تھیلے کے گم

ہونے کا غم اور دوسرا شہادت عثمان غنی کا غم۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف و اعجاز سے قلیل طعام کا زیادہ ہونا ایک کثیر الوقوع معجزہ ہے۔ غزوہ خندق میں صرف چار سیر کٹے اور اتنے ہی گوشت سے ایک ہزار صحابہ کرام شکم سیر ہو گئے مگر کھانا ذرا بھی کم نہیں ہوا ایک پیالہ دودھ سے ستر صحابہ سیراب ہو گئے مگر پیالہ اسی طرح لبالب بھرا رہا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اسی اعجازِ مصطفوی کے متعلق نغمہ سرا ہیں۔

کیوں جناب ابو ہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

قطرے سے دریا کر دیا

حدیث ۳۵، عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ سَكُوتٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ فَتَوَضَّأَ بِهِ وَنَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي سَكُوتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي السَّكُوتِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُوبِ قَالَ فَسَرِينَا وَتَوَضَّأَ نَارِقِيلٌ لِّجَابِرٍ

كَمْ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مِائَةً أَلْفٍ لَكُنَّا كُنْتُ خُمُسَ عَشْرَةٍ مِائَةٍ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مدینہ کے دن لوگوں کو سخت پیاس لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک لٹا پانی کا تھا جس سے آپ وضو فرما رہے تھے تو سب لوگ آپ کے پاس آئے اور عرض کی ہمارے پاس کوئی پانی نہیں کہ ہم اس سے وضو کریں، اور پیس صرف یہی پانی ہے جو آپ کے لٹا میں ہے یہ سن کر حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک لٹا میں رکھا تو آپ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی چشموں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر نکلنے لگا۔ حضرت جابر کہتے ہیں ہم سب نے خوب پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ کسی نے جابر سے پوچھا اس وقت تمہاری کتنی تعداد تھی؟ آپ نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی سب کے لیے کافی ہوتا لیکن ہم اس وقت صرف پندرہ سو آدمی تھے۔ (صحیح بخاری مؤلف) مندرجہ بالا معجزہ نَبْعُ السَّمَاءِ بھی حضور شہنشاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے متعدد مقام پر متعدد بار ظاہر ہوا ہے یہ معجزہ دیگر تمام معجزوں سے ایک عظیم المثال عجیب اور نرالا معجزہ ہے۔ اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی سے اس کا ظہور نہیں ہوا کیونکہ پانی کا چشمہ انسانی بدن سے نہیں نکلتا بلکہ ہمیشہ زمین پہاڑ اور پتھروں کے درمیان سے ہی نکلتا ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کر دکھائے جو بلاشبہ اپنی جگہ پر ایک بہت بڑا کمال ہے مگر ہاتھ سے پانی کے چشمے ہا کر مزاروں افراد کی پیاس بجھانا پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتناہ کا ہی اعجاز اور کمال ہے۔ غور کیجئے ساتی کوثر کے گرد پیاسوں کا جھوم ہے اور آپ کے دست مبارک سے پانی چشموں کی طرح ابل ابل کر بہ رہا ہے اور متوالے قلب و نظر اور جسم و جان کی پیاس بجھا رہے ہیں پھر حضرت جابر پوچھنے والے کو کیسا ایمان افروز جواب دیتے ہیں کہ اس دن تو صرف ڈیڑھ ہزار تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو مالک کوثر سب کی پیاس بجھا دیتے۔ کیونکہ

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُرے بہا دیتے ہیں
آگے جب موج میں قطرے سے دریا کر دیا
پڑ گئی جس پر نظر بند سے مولیٰ کر دیا

ٹوٹی ہڈی جرگتی

حدیث ۳۶: رَعَى الْبُرَاءُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَهْطًا إِلَى ابْنِ سَرِافٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَتِيكٍ بَيْتَهُ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَتِيكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَنِي ظَهْرُهُ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ

فَجَعَلْتُ أَتَّحُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِي نَوَافِلَ
فِي لَيْلَةٍ مُقْبِرَةٍ فَأَنكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبَتْهَا بِعَمَامَةٍ فَأَنطَلَقْتُ إِلَى
أَصْحَابِي فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَذْتُ
فَقَالَ الْبُسْطُ رِجْلَكَ فَبُسْطُ رِجْلِي فَسَحَهَا فَكَانَ لَهَا لَمْ
أَشْكُهَا قَطُّ -

ترجمہ ۱۰۔ حضرت برادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کا فر کو قتل کرنے کے لیے ایک جماعت روانہ
کی۔ عبد اللہ ابن عتیک (جو اس جماعت میں شامل تھے) رات کے وقت
اس کافر کے گھر میں داخل ہوئے وہ سویا ہوا تھا آپ نے اسے قتل کر ڈالا
عبد اللہ ابن عتیک کہتے ہیں: میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر اس
زور سے دبائی کہ پشت سے پار ہو گئی جب مجھے اس کے مرنے کا پورا یقین ہو
گیا تو پھر میں اس کے گھر کا ایک ایک دروازہ کھولتے ہوئے باہر بیڑیوں
تک پہنچ گیا۔ چاندنی رات تھی میں نے اس خیال میں کر نیچے اتر گیا ہوں قدم
اٹھایا تو گر گیا جس سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنی پگڑی سے پنڈلی
کو مضبوط باندھا۔ پھر آہستہ آہستہ چل کر اپنے ساتھیوں سے آ ملا ان کے ہمراہ
میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو سارا قصہ سنایا
تو حضور نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلا۔ میں نے اپنی ٹانگ پھیلائی آپ نے اپنا
دست مبارک اس پر پھیرا تو ٹوٹی ہوئی ہڈی اس طرح ٹھیک ہو گئی گویا

پہلے کبھی اس کو کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی۔ (صحیح بخاری)

شہنشاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سراپا پیکر اعجاز
ہے بلکہ آپ کے جسم اطہر سے پھو جانے والی ہر چیز مظہر کمالات خدا ہے اگر
حضور کے جسد انور کے تمام کمالات و معجزات قلمبند کرنے کی کوشش کی جائے۔
تو دفتروں کے دفتر ختم ہو جائیں قلم ٹوٹ جائیں مگر آپ کے شمال و محاذ کا
ایک باب بھی کما حقہ پورا نہیں ہو سکتا۔

حدیث بالا حضور کی شانِ میسائی اور نائبِ دستِ قدرت کا ایک
ادنیٰ کرشمہ ہے یہ آپ کا وہی مقدس ہاتھ ہے جس کو اللہ نے
اپنا ہاتھ کہا ہے۔ اسی مبارک ہاتھ کی انگلی کے اشارہ سے چاند و پارہ ہو
گیا اور دُوبا سورج پلٹ آیا یہ وہی دستِ شفا ہے جس کے محض چھو جانے
سے ہی وہ بیماریاں دور ہو گئیں جن کے علاج سے دنیا کے طبیب عاجز ہیں۔
صاحبِ رجعت شمس و شفق القمر
نائبِ دستِ قدرت پر لاکھوں سر

آسی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن اور حضرت علی کی دکھتی آنکھ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
حَدِيث ۳۷
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ حَيْبَرٍ
لَا عَظِيمٌ هَذِهِ الشَّرَايَةُ عِنْدَ رَجُلٍ لِيَفْتَحَ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ

يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ
عَدُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ
يَسْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ آيُنَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا
هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُشْكِي عَيْنَهُ قَالَ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأَتَى
بِهِ فَبَصَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ
فَبَرَأ حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ السَّيِّئَةَ
فَقَالَ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلْهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا قَالَ
أَلْفُ عَلِيٍّ بِرَسُولِكَ حَتَّى تَمُوتَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ أَدْعُهُمْ
إِلَى الْإِسْلَامِ وَأُخْبِرْهُمْ بِمَا يُحِبُّ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ
اللَّهِ فِيهِ فَوَاللَّهِ لَا أَنْ يَهْدِيَنِي اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا
خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

ترجمہ: حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا کہ میں یہ جھنڈا
ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا وہ
شخص اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے
محبت کرتے ہیں جب دوسرے دن کی صبح ہوتی تو لوگ صبح سویرے ہی
حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہر ایک یہ آرزو رکھتا تھا کہ
حضور جھنڈا مجھے دیں آپ نے پوچھا علی ابن ابوطالب کہاں ہیں صحابہ

نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو
بلا لا وچٹا لپڑ حضرت علی کو بلایا گیا آپ نے ان کی دکھتی آنکھوں میں اپنا
تھوک مبارک لگایا تو اسی وقت ایسے درست ہو گئیں کہ گویا کبھی انہیں
تکلیف ہوئی ہی نہ تھی پھر حضور نے ان کو جھنڈا عطا کیا۔ حضرت علی نے کہا:
یا رسول اللہ! میں ان کافروں سے اس وقت تک رُتتا رہوں گا جب
تک وہ ہماری طرح مسلمان نہیں ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا اے علی! پہلے
نرمی کے ساتھ میدان میں جا کر ان کو دعوت اسلام دینا اور اسلام کی
طرف سے جو ان پر حقوق عائد ہوتے ہیں وہ ان کو بتانا خدا کی قسم اگر اللہ
نے تیرے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دی تو تیرے لیے سُرُج
اونٹوں سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری مؤلف)

یہ حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و عرفان کی عظمت
اور لعابِ دہن کی برکات پر مشتمل ہے حضور کا لعابِ دہن یعنی تھوک مبارک
لا تعدا معجزانہ کمالات کا حامل ہے آپ کا لعابِ دہن ہر دور کی دوا
اور ہر مرض کا درماں ہے آپ کے اسی لعابِ دہن کی کرامت و برکت
سے بھٹی آنکھیں بینا ہو گئیں، گہرے زخم مندمل ہو گئے اور کھاری کنویں
شیریں ہو گئے۔

فراق حبیب میں ستون مسجد رو پڑا

حدیث ۳۸: عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنْدَأَ إِلَى جُذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَاسِرِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صَنَعَ لَهُ الْمَنْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَأْنِ الْأَيْنِ الصَّبِي الَّذِي يُسَكِّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ -

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ فرماتے تھے تو مسجد نبوی کے کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ پھر جب منبر بنایا گیا اور آپ اس پر بیٹھے تو کھجور کا وہ ستون جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے چیخ مار کر اس قدر زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ مارے غم کے پھٹ جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف سے اتر کر اسے سینے سے لگالیا تو وہ اس بچے کی طرح سسکیاں بھر کر رونے لگا جس کو ماں چُپ کر رہی ہو یہاں تک کہ وہ ستون خاموش ہو گیا حضرت جابر کہتے ہیں یہ ستون پہلے آپ کا وعظ و نصیحت سنتا تھا اب جو نہ سنا تو وہ رو پڑا۔ (صحیح بخاری)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث مشہور ہے بلکہ حدیث تواتر کو پہنچی ہوئی ہے اور صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت نے اس کو روایت کیا۔

جذب القلوب میں ہے کہ حضور علیہ السلام جب ستون کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ دار ہوئے تو وہ سسکیاں بھر بھر کر رونے لگا ستون کو رونا دیکھ کر حاضرین مسجد بھی رو پڑے حضور علیہ السلام منبر سے اتر آئے اور ستون کو سینے سے لگا کر فرمایا اگر تو چاہے تو میں تمہیں دوبارہ ہر ابھر درخت بنا دوں اگر تو چاہے تو میں تجھے بہشت جاوداں میں لگا دوں، ہاں کہ تو ختی نہروں اور چشموں سے سیراب ہوتا رہے اور وہاں محبوبانِ خدا تیرا پھل کھاتیں کچھ دیر کے بعد آپ نے صحابہ کرام کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ اس نے جنت میں رہنا پسند کیا ہے پھر آپ نے اس کو اسی جگہ دفن کروا دیا۔

کھجور کے خشک تنے کا عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں انسانوں کی طرح رونا مردہ زندہ کرنے سے بڑھ کر تعجب انگیز اور باکمال ہے کیونکہ ایک مردہ جسم میں جو پہلے زندہ اور روح کا مسکن تھا اس میں دوبارہ روح کا لوٹ آنا اتنا حیران کن نہیں جتنا کہ عقل انسانی کے لیے ایک خشک لکڑی جو عالمِ حیات سے تعلق رکھتی ہے، کا زندہ ہو کر اربابِ عقول کی طرح ہجر رسول میں رونا اور اپنی دلد و پچھوں سے حاضرین مسجد کو بھی رلا دینا حیرت کا باعث ہے۔ عارفِ روحی فرماتے ہیں

استن حنانہ در حجرِ رسول
نالہ می زد، پچھوں اربابِ عقول

درخت کی اطاعت

حدیث ۳۹: رَعِنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنْتَ نَبِيٌّ قَالَ
اِنْ دُعُوْتُ هَذَا الْعِدْقِ مِنْ هَذِهِ النَّخْلَةِ لَيَشْهَدَنَّ اَنِّي رَسُولُ
اللّٰهِ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ
يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِرْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ .

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا میں کس
دلیل سے پہچانوں کہ آپ سچے نبی ہیں حضور نے فرمایا اگر میں کھجور کے
اس درخت کے اس خوشہ کو بلاؤں تو وہ میرے پاس آکر میری نبوت
اور رسالت کی گواہی دے گا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اس کو بلایا
تو کھجور کا وہ خوشہ درخت سے نیچے اتر کر آپ کے قدموں میں آگرا۔
پھر آپ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ خوشہ واپس درخت
پر اسی جگہ جا لگا۔ (ترمذی)

علماء محققین اور ائمہ مجتہدین نے کتاب و سنت کی روشنی میں یہ
وضاحت کی ہے کہ حضور علیہ السلام صرف انسانوں کے ہی نبی اور رسول

نہیں بلکہ آپ حیوانات و جمادات و نباتات اور تمام موجودات ارضی و سماوی
کے رسول اور پیغمبر ہیں۔ اسی لیے کائنات کی ہر چیز آپ کے زیر فرمان ہے
خود آپ کا ارشاد ہے کہ سوائے (سرکش) جنوں اور انسانوں کے ہر
چیز پر جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

مندرجہ بالا حدیث سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی رفیع الشان
کمال اور اعجاز کی آئینہ دار ہے اور آپ کے تمام معجزات و کمالات نبوت
اس کا واضح ثبوت ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں
حضور کے ساتھ مکہ کے باہر گیا تو جو درخت اور پتھر بھی سامنے آیا وہ باوازا
بلند عرض کرتا تھا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ (ترمذی)

ایک دفعہ آپ نے ایک کافر کو کلمہ پڑھنے کا فرمایا تو وہ کہنے لگا
آپ کے اس ارشاد کے سچا ہونے کی کون گواہی دے گا۔ حضور نے فرمایا
وہ سامنے والا درخت۔ پھر آپ نے اس درخت کو بلایا تو وہ زمین سے
اپنی جڑیں نکال کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اور تین بار آپ کے
رسول برحق ہونے پر بزبان فصیح شہادت دی پھر وہ آپ کے حکم سے
واپس چلا گیا۔ الغرض حضور علیہ السلام کے معجزات و کمالات بے حساب ہیں
سب کا کما حقہ بیان انسانی طاقت سے باہر ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ
لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم حضور کا ایک عظیم اور زندہ و جاوید معجزہ ہے یہ صرف
ایک ہی معجزہ نہیں بلکہ سات ہزار سات سو معجزات کا مجموعہ ہے اور احادیث

سے اہل علم نے تین ہزار معجزات نقل کیے ہیں۔
تیرے تو وصف ہیں عجیب تنہا ہی سے بری
چراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

صَلُّوْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

حدیث ۴۰

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَواتٍ
وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيَاَتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ
اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے
اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔ (نسائی)

تمام فرض عبادات و اعمال کے بعد افضل اور اللہ کے ہاں مقبول
ترین عمل اس کے پیارے حبیب عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ہے
یہ آپ کی ایک عظیم خصوصیت ہے جس سے صرف آپ ہی کی ذات
گرامی صفات مخصوص ہے فی الحقیقت تمام اعمال میں صلوة علی النبی
ہی ایک ایسا عمل ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس طرح انوکھے اور

نرالے افکار میں دیا ہے کہ اے خدا کے یکتا کی واحدیت اور اس کے
حبیب مصطفیٰ کی رسالت پر ایمان لانے والو! میں اور میرے نوری فرشتے
نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام پڑھتے ہیں۔ لہذا تم بھی نبی عربی
کے حضور صلوة و سلام بھیجتے رہو۔

درود شریف ہی ایک ایسا عمل ہے جس کا صلہ اللہ تعالیٰ اس
طرح دیتا ہے کہ جو اس کے پیارے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
ایک بار درود بھیجتا ہے تو وہ خدائے بزرگ و برتر اپنی شان رب العالمین
کے شایان اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اس کے دس گناہ معاف کرتا
ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔

غور کیجیے کہاں وہ بلند ترین ذات واجب الوجود اور کہاں ہم کم ترین
سیاہ کار مخلوق مگر جب ایک بار بصدق دل اس کے حبیب مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور نذرانہ صلوة و سلام پیش کیا تو وہ خدائے ذوالجلال
ایک بار نہیں بلکہ دس بار نگاہ کرم فرماتا ہے۔ درود و سلام رسول مصطفیٰ
پر پڑھا اور اس کا صلہ خدا نے دیا عالم قدس کے مقرب فرشتوں نے
ستر بار دعائے رحمت و مغفرت سے یاد کیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں جو شخص حضور علیہ السلام پر ایک
بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرستے اس پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔
(مشکوٰۃ)

سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی صفات پر صلوة و سلام کی اہمیت و افضلیت کا اندازہ درج ذیل چند معتبر و مستند روایات سے کیجئے۔
حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین پر گھومتے رہتے ہیں وہ مجھے میری امت کا درود و سلام پہنچاتے ہیں۔ (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو مسلمان بھی مجھ پر صلوة و سلام بھیجتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ میری روح کو عالم مشاہدہ سے اس کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے پھر میں اس کے سلام کا خود جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

علامہ ابن قیم جلاء الافہام میں بحوالہ ابن ماجہ و طبرانی حضرت ابو درود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر میں اس کی آواز سن لیتا ہوں (وہ شخص چاہے کہیں ہو) صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ وفات کے بعد بھی درود سن لیں گے آپ نے فرمایا ہاں۔ وفات کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! جو لوگ مدینہ منورہ

سے دور دراز ملکوں میں رہتے ہیں اور جو لوگ آپ کے بعد پیدا ہوں گے ان کے درود و سلام کا کیا حال ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اہل محبت کا درود تو خود سنتا ہوں اور ان کو پہنچاتا بھی ہوں اور دوسروں کا درود مجھے فرشتوں کے ذریعے پہنچا دیا جاتا ہے۔

(دلائل الخیرات)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

أَوَّلِي النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ
صَلَوَاتٍ

قیامت کے دن سب سے زیادہ
میرے قریب وہ لوگ ہوں گے
جو سب سے زیادہ مجھ پر درود

(رواہ الترمذی) پڑھنے والے ہیں۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ مسرت و شادمانی کے آثار آپ کے رُخ انور پر نمایاں تھے آپ نے فرمایا ابھی حضرت جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آکر فرمایا: یا رسول اللہ! آپ کا رب کریم ارشاد فرماتا ہے۔ اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ اس بات پر خوش نہیں کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا میں اس پر دس بار درود بھیجوں گا اور جو آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا میں اس پر دس بار سلام

بھیجوں گا“ (رواہ انسائی والداری)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بانگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درود پڑھتا ہوں، لہذا آپ ارشاد فرماتیں میں (دوسرے وظائف کے مقابلہ میں) کتنی مقدار میں آپ پر درود پڑھا کروں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس قدر چاہو پڑھو۔ میں نے عرض کیا چوتھائی حصہ درود پڑھا کروں فرمایا جتنا چاہو پڑھو اگر زیادہ پڑھو گے تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے میں نے عرض کیا اگلا وقت درود پڑھا کروں، ارشاد فرمایا جتنا دل چاہے پڑھو اگر اس سے بھی زیادہ پڑھو گے تو وہ بہتر ہی ہوگا۔ میں نے عرض کیا دو تہائی حصہ درود پڑھا کروں گا۔ ارشاد فرمایا جتنا وقت چاہو درود پڑھو اگر دو تہائی سے بھی زیادہ پڑھو گے تو یہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر تو میں تمام وقت درود پڑھنے کے لیے مخصوص کر دوں گا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا کرو گے تو پھر یہ وظیفہ درود شریف تمہاری سب پریشانیوں سے نجات دے گا اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہوگا۔ (رواہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور بدعا ارشاد فرمایا۔ ذیل و خوار ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے:

ذیل و خوار ہو وہ آدمی جس کے پاس ماہ رمضان آئے اور اس کے گناہوں کی بخشش سے قبل چلا بھی جائے“ ذیل و خوار ہو وہ آدمی جو اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پاتے پھر وہ ان کی خدمت کر کے جنت نہ حاصل کرے۔ (رواہ الترمذی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اصل بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے“ (رواہ الترمذی و امام احمد)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تمہیں سب سے بڑے کجگوں آدمی کا پتہ نہ بتاؤں، عرض کی ہاں، یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا جس آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ سب سے زیادہ بخیل انسان ہے۔ (کتاب الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ اس کو درود شریف کا پورا اور کامل ثواب عطا کیا جائے تو وہ مجھ پر اور میرے اہل بیت پر اس طرح درود پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
أَمْهَاتِ الْيَوْمَيْنِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى

اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

(رواہ ابو داؤد)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ۔

”جس نے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی، دعا یہ ہے:

اللّٰهُمَّ اَنْزِلْ لِي الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝

(رواہ احمد بحوالہ مشکوٰۃ)

حضرت نبیہ ابن وہب فرماتے ہیں کہ حضرت کعب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجلس میں حضور علیہ السلام کا ذکر چل پڑا۔ حضرت کعب نے کہا کہ روز ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور آپ کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر و ضہ رسول پر ملے ہیں۔ آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو واپس چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے دوبارہ اتر آتے ہیں یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا یہاں تک کہ جب قیامت قائم ہوگی تو حضور علیہ السلام ستر ہزار نور فرشتوں کے بھر مٹ میں رو ضہ اظہر سے باہر تشریف لائیں گے۔

(مشکوٰۃ بحوالہ دارمی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس دعا کے ساتھ نبی عسری کی ذات گرامی پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے وہ دعا زمین و

آسمان کے درمیان ہی رہتی ہے اور جب تک تم اپنے نبی رحمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھو گے وہ دعا بارگاہ الہی میں شرف قبولیت نہ پاسکے گی۔ (ترمذی)

الغرض درود شریف رضائے خدا اور خوشنودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں فراٹھ کے بعد ایک محبوب اور مقبول ترین عمل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج نبوت میں بعض علماء ربانین کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو مرشد کامل اور رہبر حق نہ مل سکے تو ایسے شخص کو تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات پر پابندیِ آداب اور خلوص دل کے ساتھ بکثرت درود پڑھنا چاہیے۔ درود شریف کی برکت سے خود آپ کی ذات اس کی تربیت و دستگیری فرمائے گی۔

اور وہ قرب خدا اور معیت مصطفیٰ سے مشرف ہو کر منزل مقصود کو پا لے گا۔

بَلَغَ الْكَمَالِ بِكَمَالِهِ

حضور اپنے خدا کا کمال کے ذریعے شرف و عزت کی رفعتوں پر پہنچے۔

كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

اپنے اپنے حن و جمال کی تابانیوں سے کفر و شرک کے اندھیروں کو مٹا دیا۔

حَسَنَتٌ جَمِيعُ خِصَالِهِ

آپ کی تمام عادات و خصال نہایت ہی حسین و جمیل ہیں۔
 صَلَوَةُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 اے عاشقانِ جمالِ محمدی! اپنے آقا و ان کی آلِ پاک پر درود پڑھتے رہو۔

حرفِ آخر

ربیع الاول کا بہارِ آخرین مہینہ تشریف لا چکا ہے اسی میں مولائے کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیائے آب و گل کو اپنی لافانی ضیاء پاشیوں سے
 منور فرمایا۔ اسی ماہ مقدس میں گلزارِ عالم کی خزاں رسیدہ پتر مردہ کلیاں
 رشکِ فردوس بنیں نیجا بان ہستی کو حیاتِ نوبلی، اور گلشنِ انسانیت پھر
 سے سرسبز و شاداب ہو کر لہلہلانے لگا جب بھی یہ ماہِ معظم آتا ہے اپنے
 ساتھ غلبہ بریں کی ہزاروں بہاریں لے کر آتا ہے اور عاشقانِ جمالِ مُصْطَفَوِی
 کے چہروں پر شباب و مسرتِ رقص کرنے لگتی ہے آج پھر یہی ماہِ مکرم
 اپنی تابانیوں سے کائنات کو بقعہ نور بنا رہا ہے فرزندِ انِ توحیدِ محمد
 عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں بارگاہِ
 رسالت میں عقیدت کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ فرش سے عرش
 تک ہر سو ذکرِ حبیب کا چرچا ہے۔ محافلِ میلادِ برپا ہو رہی ہیں ہر مسلمان
 گنبدِ خضریٰ کے دولہا پر صلوة و سلام کے پھول بچھا کر رہا ہے۔ مؤلف
 مولائے کل، بھی مولائے کائنات کے حضور اپنا یہ حقیر سا نذرانہ پیش کرتا ہے۔
 اسی مطلب سے چنتے پھرتے ہیں ہم پھولِ گلشن میں
 صبا شاید گرا دے ان کو جا کر تیرے دامن میں
 آخر میں بارگاہِ احدیت میں بصدِ عجز و انکسار دعا ہے کہ

اَللّٰهُ الْعَالَمِيْنَ ! بوسیلہ نبی رحمتہ العالمین مجھ ذرہ بے مقدار کی اس حقیر
تالیف کو شرف قبولیت سے نواز اور اسے میری بخشش کا ذریعہ
بنا ۔

اُفَس

اے گنبد خضریٰ کے مکین آقا ! یہ بندہ گنگا راپ کے دربار مصطفوی
میں آپ کے ہی سدا بہار گلشن رسالت کی چند شگفتہ کلیاں پیش کرتا ہے اپنے
سیاہ کار غلام کی اس ناتمام سعی کو قبول فرمائیے اور حشر میں اپنے دامنِ ثفاعت
میں پناہ دیجیے اور اے شاہ ہر دوسرا !

ہست شانِ رحمت گیتی نواز
آرزو وارم کہ میرم در عجاز
از درت نیز دگر اجزائے من
وائے امروزم خوشا فردائے من

سَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَشَائِخِيْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا عَلٰى سَيِّدِنَا وَ
مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ
الْمُحِبِّيْنَ كَمَا تَحِبُّ وَتَرْضٰى ۔

ریاض احمد محمدانی

۳ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ